عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۶ | ۸تا۱۴/ذوالقعدہ ۱۴۳۸ھ مطابق یکم تا ۷/اگست ۲۰۱۷ء | شمارہ:۲۹

حج فرض میں تاخیر کرنے کا گناہ

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

گائے کے نام پر دہشت گردی

مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

ایک ہی نشست میں تین طلاق کا حکم

س:......میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں شادی شدہ اور چار بچوں کا باپ ہوں، آج سے تین سال قبل میں نے ایک عورت سے چھپ کر دوسری شادی کرلی، کیونکہ میری پہلی بیوی یہ بات برداشت نہ کر پاتی، شادی کے کچھ عرصہ بعد میرے اس عورت سے اختلافات شروع ہوگئے، اس کا اصرار تھا کہ میں اب اس شادی کا اعلان کروں جبکہ اس سے میرا گھر اور بچے دونوں کی تباہی کا امکان تھا، چنانچہ میں نے سوچ سمجھ کر ایک روز اس کے کہنے پر واقعی اس کو زبانی طور پر تین مرتبہ طلاق ایک ہی نشست میں دے دی، اس کو توقع نہیں تھی کہ میں اس کے کہنے پر واقعی اس کو طلاق دے دوں گا، وہ بہت روئی چلائی لیکن میں بہرحال اس کو طلاق دے چکا تھا اس کے بعد میں نے اس کو تحریری طور پر بھی طلاق بھیج دی، جس کو اس نے پڑھے بغیر پھاڑ کر پھینک دیا، اس کا کہنا تھا کہ یہ طلاق نہیں ہوئی، اس پر میں نے بہت سے مفتی حضرات سے رابطہ کیا، زیادہ تر نے کہا کہ یہ طلاق واقع ہوچکی ہے جبکہ چند ایک نے اس کو دو طلاقیں خیال کیا، میری دوسری بیوی کسی طور بھی مجھے چھوڑنے کو تیار نہیں تھی، اس کا خیال تھا کہ جن مفتی حضرات نے اس میں شک ظاہر کیا ہے ہمیں ان کے پیچھے چلتے ہوئے رجوع کرلینا چاہئے۔ تب اس کی آہ وزاری اور منتیں دیکھتے ہوئے میں اپنے آپ کو روک نہیں سکا اور اس سے رجوع کرلیا، لیکن میں دل سے پوری طرح مطمئن نہیں ہوں، یہ سب کچھ تین ماہ کے اندر اندر ہوا۔ میری پہلی بیوی ابھی تک اس واقعے سے لاعلم ہے، اس کو صرف شک ہے کہ میں کسی عورت سے ملتا ہوں جس کی بنا پر ہمارے جھگڑے بھی ہوتے ہیں اور کئی مرتبہ بات مار پیٹ تک بھی پہنچ جاتی ہے، میں ذہنی طور پر بہت پریشان رہتا ہوں مجھے کبھی کبھی محسوس ہوتا ہے کہ مجھ سے گناہ سرزد ہو رہا ہے لیکن میں اپنے آپ کو ان سارے خیالات سے نکال نہیں پا رہا۔ خدارا! آپ میری رہنمائی کریں کہ کیا میرا اس عورت سے رجوع جائز ہے؟ وہ عورت میرے بغیر نہیں رہ سکتی اور میں اپنے بیوی بچوں کو تباہ بھی نہیں کرنا چاہتا۔ مہربانی فرما کر مجھے صحیح راستہ دکھائیں۔

ج:......آپ نے چونکہ اپنی بیوی کو بیک وقت زبانی اور تحریری طور پر تین طلاقیں دے دی ہیں۔ اس لئے آپ کی بیوی آپ پر حرام ہوگئی ہے اور بغیر تحلیل شرعی کے اب دوبارہ رجوع تو کیا دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ یہ حضرات صحابہ کرامؓ اور چاروں ائمہؒ کا متفقہ فتویٰ ہے۔ آپ کا اس خاتون سے رجوع کرنا ناجائز اور حرام ہے اور آپ کا یہ تعلق زنا کاری کا تعلق ہے۔ لہٰذا آپ اس خاتون سے فوراً الگ ہوجائیں اور چند روزہ زندگی کی خاطر اپنی آخرت برباد نہ کریں۔ آپ کا موجودہ طرز جہاں اپنی ذات سے بدخواہی ہے وہاں اس خاتون کی آخرت کے معاملہ میں بھی اس سے عداوت ودشمنی ہے۔

جن لوگوں نے آپ کو اس طلاق کے موثر نہ ہونے کے بارہ میں کہا ہے یا تو وہ دین وشریعت سے ناواقف ہیں یا پھر وہ قصداً حضرات صحابہ کرامؓ اور پوری امت کے اکابر علمائے امت اور ائمہ مجتہدین کے مخالف ہیں۔

آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ ایک طرف صحابہ کرامؓ کا اجماع اور پوری امت کا اجماع ہو تو دوسری طرف ایسے چند خواہش پرست ہوں تو ان کی کیا حیثیت ہے؟

آپ ہی بتلائیں کہ کسی کو تین جوتے مارنے کے بعد یہ کہنا کہ میں نے ایک جوتا مارا ہے تو کیا وہ ایک شمار ہوگا یا تین؟ جس طرح عیسائیوں کا حضرت مریم، عیسیٰ اور اللہ تعالیٰ تینوں کو ملا کر ایک خدا کہنا غلط ہے، ایسے ہی ان لوگوں کا تین طلاق کو ایک کہنا بھی غلط ہے۔ جب تک آپ غلاظت کی اس دلدل سے نہیں نکلیں گے، پریشان رہیں گے اور دنیا کی کوئی طاقت آپ کو چین وسکون نہیں دلا سکے گی۔ میرے بھائی! مسلمان کو سکون دین وشریعت پر عمل کرنے سے ہی آئے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ ۸تا۱۴ ذوالقعدہ ۱۴۳۸ھ مطابق یکم تا ۷/اگست ۲۰۱۷ء شمارہ:۲۹

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مکافاتِ عمل سے بچیے!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم	۷	مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ
حج فرض میں تاخیر کرنے کا گناہ	۱۲	مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ
گائے کے نام پر دہشت گردی	۱۵	پروفیسر عبدالواحد سجاد
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے	۱۷	مولانا فضیل احمد ناصری قاسمی
''محمد رسول اللہ'' کا قادیانی تصور (۲)	۲۱	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
وفیات	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
معتمد اور غیر معتمد تفاسیر (۱۸)	۲۶	مولانا فضل محمد یوسف زئی

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اللہ کے واسطے محبت کرنا اور اللہ کے لئے دشمنی کرنا

حدیث قدسی ۸: حضرت ابوادریس الخولانیؒ فرماتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں گیا تو میں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ جس کے دانت بہت چمکدار تھے اور بہت سے لوگ اس کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے اور جب یہ لوگ کسی بات میں الجھتے تھے یا ان میں اختلاف ہوتا تھا تو یہ سب اس شخص سے دریافت کرتے تھے اور اس کی رائے فیصلہ کن ہوتی تھی اور سب اس سے ہی سند پکڑتے تھے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا یہ کون بزرگ ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا یہ معاذ بن جبلؓ ہیں۔

میں یہ سن کر چلا گیا اور ان کی ملاقات کے شوق میں دوسرے دن دوپہر کو مسجد میں آیا، اس خیال سے کہ جب تشریف لائیں گے تو میں ان سے علیحدہ ملاقات کروں گا، لیکن میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے پیشتر مسجد میں تشریف فرما تھے اور نماز پڑھ رہے تھے، میں منتظر رہا اور جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں ان کے سامنے سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے سلام کیا۔ سلام کے بعد میں نے ان سے عرض کیا: میں آپ سے صرف اللہ کے واسطے محبت کرتا ہوں، انہوں نے فرمایا: واقعی خدا کی قسم! تم مجھ سے اللہ کے لئے محبت کرتے ہو؟ میں نے عرض کی خدا کی قسم! میں آپ سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں، پھر انہوں نے یہی دریافت کیا اور میں نے قسم کھا کر وہی جواب دیا، انہوں نے یہ سن کر میری چادر کو پکڑ کر کھینچا اور مجھ کو اپنے قریب کر کے فرمایا: تجھ کو بشارت اور خوشخبری ہو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میری محبت اور دوستی ان لوگوں کے لئے واجب اور ضروری ہے جو میری وجہ سے آپس میں اٹھتے بیٹھتے ہیں اور میری ہی وجہ سے آپس میں ملتے جلتے ہیں اور ایک دوسرے کی زیارت کو آتے جاتے ہیں اور میری ہی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ (مالک، ابن حبان)

حدیث قدسی ۹: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں میں سے ایک نبی پر وحی بھیجی کہ فلاں شخص جو تمہاری امت میں بڑا عابد ہے، اس سے کہہ دو کہ تو نے دنیا سے بے رغبتی اختیار کر کے اپنی جان کو راحت اور اطمینان دیا اور غیروں سے قطع تعلق کر کے مجھ سے جو تعلق پیدا کیا تو تو نے میری وجہ سے عزت حاصل کی لیکن جو میرا حق تیرے اوپر تھا اس میں سے بھی تو نے کچھ کیا؟ اس نبی نے جب اس زاہد کو یہ پیغام پہنچایا تو اس نے کہا: اے میرے رب! وہ کون سا حق تیرا میرے ذمہ ہے؟ ارشاد ہوا تو نے کسی شخص سے میری وجہ سے دشمنی بھی کی اور کسی سے میرے لئے دوستی بھی کی؟ (ابونعیم، خطیب)

نماز

س: نماز کسے کہتے ہیں؟

ج: شریعت نے کچھ افعال (کاموں) کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ کچھ شرائط کو پورا کراتے ہوئے بطور عبادت ادا کرنے کا اپنے ماننے والوں کو حکم دیا ہے، اس طریقہ عبادت کو نماز کہتے ہیں۔

س: شریعت میں نماز کی کیا اہمیت ہے؟

ج: نماز فرشتوں کی مختلف عبادتوں کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ جمع کر کے امت مسلمہ کے ہر عاقل بالغ پر روزانہ کی بنیاد پر دن اور رات کے اوقات میں پانچ مرتبہ فرض فرمائی گئی ہے، ایمان قبول کر لینے کے بعد اعمال میں جو سب سے پہلا فریضہ شریعت کی طرف سے مسلمان مرد و عورت پر لازم ہوتا ہے وہ نماز ہی ہے، آخرت میں اعمال میں سب سے پہلے نماز ہی کے متعلق سوال ہوگا، اگر یہ عمل پورا اترا تو دوسرے اعمال بھی پورے اتریں گے۔ قرآن مجید میں سورۂ مدثر میں جہنمیوں کے حوالے سے ان کا ایک مکالمہ ذکر کیا گیا ہے کہ ان سے پوچھا جائے گا تمہارے جہنم میں جانے کی وجہ کیا ہے؟ وہ اپنی جہنم میں جانے کی چند وجوہات بیان کریں گے جس میں سب سے پہلی وجہ یہ ہوگی کہ ”لم نک من المصلین“ (سورۂ مدثر:۴۳) ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

س: کیا مسلمانوں پر جو پنج وقتہ نمازیں فرض کی گئی ہیں، ان کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے؟

ج: جی ہاں! قرآن مجید میں نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہوئے سولہ بار تاکیداً ارشاد فرمایا کہ: ”اقیموا الصلوٰۃ“ (سورۂ روم:۳۱)... ”نماز قائم کرو...“ وقت کے حوالے سے بھی قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے: ”ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتا“ (سورۂ نساء:۱۰۳) ... کہ بے شک نماز مومنین پر اپنے وقتوں میں فرض کی گئی ہے... جہاں تک پنج وقتہ نمازوں کے ناموں کا تذکرہ ہے تو واضح طور پر ناموں کے ساتھ قرآن مجید میں اس کا ذکر نہیں ملتا، البتہ ناموں کے ساتھ اور پانچ کے عدد کے ساتھ حدیث مبارکہ میں اس کا ذکر ضرور ہے (ابوداؤد، مالک، ونسائی) لیکن مفسرین نے احادیث کی روشنی میں ایسی آیات کا تذکرہ بھی فرمایا ہے جو پنج وقتہ نماز کی طرف رہنمائی کرتی ہیں: ”اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس“ (سورۂ اسراء:۷۸)... اے پیغمبر! سورج ڈھلنے کے بعد سے رات کے تاریک ہونے تک (یعنی ان اوقات میں) نماز قائم کیجئے ”ولہ الحمد فی السمٰوٰت والارض وعشیاً وحین تظہرون“ (سورۂ روم:۱۸)... پس اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھا کرو جبکہ تم شام کرو اور جب صبح کرو، تمام تعریفوں کے لائق آسمان و زمین میں صرف وہی ہے، تیسرے پہر کو اور ظہر کے وقت بھی...

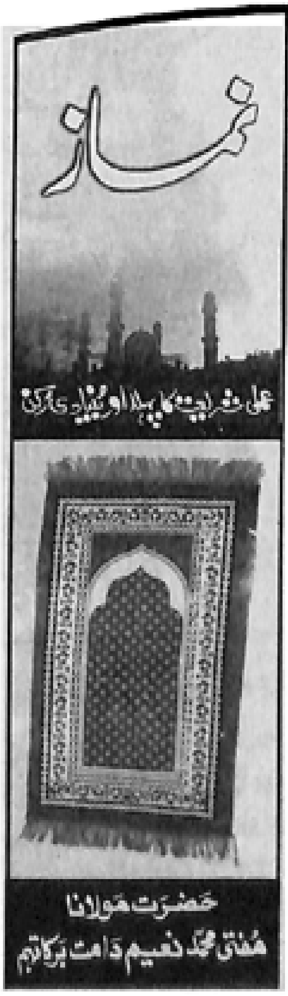

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

مکافاتِ عمل سے بچیے!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

ایک عرصہ ہوا کہ ہمارا پیارا ملک پاکستان صدمات کی زد میں ہے، چند دن وقفہ ہوتا ہے، پھر کوئی نہ کوئی بلاء اور مصیبت نازل ہو جاتی ہے۔ اس سے بچاؤ کی کوئی مدہم سی صورت نمودار ہونے لگتی ہے تو پھر اچانک ایک نئی آزمائش سامنے آجاتی ہے، آخر ہمارے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

راقم الحروف کی دانست میں اس پر نہ علمائے کرام نے سوچا اور نہ ہی ارباب اقتدار اور عوام الناس نے۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ سمجھ میں آتی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک طبقہ کے لوگ اپنی من پسند زندگی گزارنے کو اپنا لازمی حق سمجھتے ہیں۔ ہر ایک چاہتا ہے کہ مجھے کوئی روک ٹوک کرنے والا نہ ہو، آجر چاہتا ہے کہ میں اپنی مرضی کروں اور اجیر چاہتا ہے کہ میں اپنی من مانی کروں۔ حاکم چاہتا ہے کہ میں جو کچھ کروں کوئی اس کو روکنے اور ٹوکنے والا نہ ہو اور رعایا یہ چاہتی ہے کہ ہماری خودروی میں کوئی مداخلت نہ کرے۔ جب سب کا یہ حال ہے تو حالات میں کیسے سدھار آئے گا اور معاشرہ پرامن و پرسکون کیسے ہوگا؟! ایک زمانہ تھا کہ رمضان المبارک آتے ہی مسلمان تو مسلمان ایک ہندو، سکھ، یہودی اور عیسائی بھی اس کا احترام کرتا تھا، لیکن آج ایسا زمانہ آگیا ہے کہ جتنا ہمارے مسلمان بھائی اور بہنیں رمضان المبارک کی بے حرمتی کرتے ہیں، اتنا کوئی کافر بھی نہیں کرتا۔

آخر کیا وجہ ہے کہ رمضان المبارک آتے ہی رمضان ٹرانسمیشن کے نام سے ہمارے ہاں بے حیائی، عریانی، فحاشی، جوا، سٹہ اور سود جیسی مخرب اخلاق اسکیمیں جگہ جگہ اپنے پنجے گاڑ دیتی ہیں، سحری کا مبارک وقت ہو یا افطاری کا جو دعا کی قبولیت کا وقت ہے، ہمارے پاکستانی بھائی ان اسکیموں کا حصہ بننے والے ہوتے ہیں یا ان کو دیکھنے والے ہوتے ہیں۔ اس طرح کے عمل اور رویہ سے جہاں یہ روزہ دار اپنا روزہ خراب کر رہے ہوتے ہیں، وہاں وہ روزے کے اجر و ثواب سے محروم ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھی دعوت دے رہے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کا غضب جوش میں آیا اور رمضان المبارک کی آخری ساعتوں میں جمعۃ المبارک کے روز ملک کے کئی ایک مقامات پر دہشت گردی کے واقعات ہوگئے، جس میں درجنوں افراد کو دہشت گردی کا عفریت نگل گیا۔

اسی طرح رمضان المبارک کے بالکل آخری دن احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور میں ایک آئل ٹینکر الٹنے سے تیل بہنے لگا، عین اس وقت جب لوگ ”مالِ مفت دلِ بے رحم“ کا معاملہ کر رہے تھے کہ اچانک آگ بھڑک اٹھی اور سینکڑوں لوگ لقمۂ اجل بن گئے، آخر یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے؟ کسی نے اس پر سوچا ہے؟

اہل علم اور ارباب قلوب اپنی چشم بصیرت سے یہ بات جانتے ہیں کہ یہ سب ہمارے گناہوں کی سزا ہے جو مختلف شکلوں میں ہمیں مل رہی ہے۔ اس لئے کہ علماء کرام جو انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث اور منبر و محراب سے کلمۂ حق کہنے پر مامور ہیں، ان کے بیانوں میں بھی ان منکرات و فواحش اور کبیرہ گناہوں کی سنگینی اس طرح بیان نہیں کی جا رہی، جس طرح بیان کرنے کا حق ہے۔ اسی طرح ہمارے حکمران ہیں کہ ان تمام لغویات و خرافات سے بالکل آنکھیں بند کیے ہوئے نظر آتے ہیں، حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے والوں کے بارہ میں سخت وعیدات ارشاد فرمائی ہیں، ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱:...... ”قال: والذی نفسی بیدہٖ لَتأمُرُنَّ بالمعروف ولَتَنْهَوُنَّ عن المنکر أو لیوشکن اللّٰہ أن یبعث علیکم عذابا من عندہٖ ثم لَتَدْعُنَّهٗ فلایستجاب لکم۔“ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میرا نفس ہے، البتہ یا تو تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر کوئی اپنا عذاب بھیج دے، پھر تم دعائیں کرتے رہ جاؤ اور تمہاری دعائیں قبول نہ کی جائیں۔“

۲:...... ”قال: إنی سمعتُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: إن الناس إذا رؤا منکرا فلم یغیروہ یوشک أن یعمهم اللّٰہ بعقابہ۔“

ترجمہ: ”فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ: لوگ جب کسی منکر کو دیکھیں پھر اس کو بدل نہ دیں تو

قریب ہے کہ اللہ ان پر بھی اپنے عذاب کو عام کردے۔‘‘

۳:......’’عن جریر بن عبداللہؓ قال: سمعت رسول اللہﷺ یقول: مامن رجل یکون فی قوم یعمل فیھم بالمعاصی یقدرون علیٰ أن یغیروا علیہ ولایغیرون إلا أصابہ اللہ منہ بعقابہ قبل أن یموتوا۔‘‘

ترجمہ:’’حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایسا کوئی نہیں ہے کہ وہ ایسی قوم میں ہو جن میں معاصی پر عمل کیا جائے اور وہ اس پر قادر ہوں کہ اسے بدل دیں اور پھر نہ بدلیں، تو اللہ تعالیٰ ان کے مرنے سے پہلے اس پر عذاب نازل فرمادیں گے۔‘‘

۴:......’’قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أوحی اللہ عزوجل إلی جبرئیل علیہ السلام أن أقلب مدینۃ کذا وکذا بأھلھا فقال: یارب! إن فیھم عبدک فلاناً لم یعصک طرفۃ عین فقال: أقلبھا علیہ وعلیھم فإن وجھہٗ لم یتمعر فی ساعۃ قط۔‘‘

ترجمہ:’’رسول اللہﷺ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ عزوجل نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم کیا کہ فلاں شہر کو مع ان کے مکان اُلٹ دیں، جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ: اے میرے رب! ان میں تو ایک تیرا فلاں بندہ بھی ہے، جس نے ایک لحظہ بھی تیرا گناہ نہیں کیا، فرمایا: (کچھ پروانہ کر) اس پر بھی اور جمیع (سارے) شہر والوں پر شہر کو اُلٹ دو، اس لئے کہ میرے معاملے میں کبھی اس کا چہرہ ایک گھڑی کو متغیر نہیں ہوا۔‘‘

۵:......’’عن العرس ابن عمیرۃؓ عن النبیﷺ قال: إذا علمت الخطیئۃ فی الأرض من شھدھا فکرھھا کان کمن غاب عنھا ومن غاب عنھا فرضیھا کان کمن شھدھا۔‘‘

ترجمہ:’’حضرت عرس ابن عمیرہؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپﷺ نے فرمایا کہ: جب زمین پر گناہ کیا جاتا ہے تو جو شخص اس گناہ میں حاضر ہو کر اس کو مکروہ سمجھتا ہے، وہ حکماً مثل غائب کے ہے، اور جو غائب اس پر راضی ہو وہ حاضر کے حکم میں ہے۔‘‘

اس لئے میڈیا کے مالکان سے دردمندانہ درخواست ہے کہ آپ میڈیا کے ذریعہ فحاشی اور عریانی پھیلا کر اور وہ بھی مقدس اوقات اور مقدس مہینہ میں جہاں اپنے پاکستانی معاشرہ کے لئے عذاب کا سبب بن رہے ہیں، وہاں آپ اپنے لئے بہت زیادہ مشکلات کھڑی کررہے ہیں۔ جوا، سٹہ اور سود جیسی اسکیموں کے ذریعہ جو پیسہ کمایا جارہا ہے، یہ جہاں آپ کے لئے آخرت میں عذاب کا وبال بنے گا، وہاں دنیا میں بھی آپ کو سکون اور اطمینان کی دولت سے محروم کرکے رکھ دے گا، بلکہ جب کسی کبیرہ گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھا جائے تو اس کی نحوست یہ ہوتی ہے کہ آدمی کے دل سے رفتہ رفتہ ایمان رخصت ہوتا جاتا ہے، حالانکہ ہم مسلمانوں کے پاس صرف یہی ایک پونجی ہے، جس سے آخرت میں کامیابی مل سکتی ہے۔

خدارا! ان آفات اور مصائب سے اپنے آپ کو بھی بچایئے اور اللہ تعالیٰ کی دوسری مخلوق پر بھی رحم فرمایئے، اور اس کو بار بار سوچیے کہ کل یوم آخرت اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟ اسی طرح وہ اینکر حضرات جو اس طرح کے پروگرام منعقد کرتے ہیں، کبھی اکیلے بیٹھ کر اور اپنے اللہ کو حاضر وناظر سمجھ کر یہ تصور کریں کہ میں اپنے رب کے سامنے ہوں اور میرا رب مجھ سے ان مخلوط اور فحش پروگراموں کے بارہ میں پوچھ رہا ہے تو سوچئے کہ کیا میں جواب دے سکوں گا؟

میرے بھائی! یوم حساب کے دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا، ہر فرد بشر کو اپنا اپنا حساب دینا ہوگا، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’وَلَاتَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی‘‘ (بنی اسرائیل:۱۴)

ترجمہ:’’اور کسی پر نہیں پڑتا بوجھ دوسرے کا۔‘‘

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے:

’’یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ، لِکُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْھُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْہِ‘‘ (عبس:۳۴-۳۷)

ترجمہ:’’جس دن کہ بھاگے مرد اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور باپ سے اور اپنے ساتھ والی سے اور اپنے بیٹوں سے، ہر مرد کو ان میں سے اس دن ایک فکر لگا ہوا ہے جو اس کے لئے کافی ہے۔‘‘

ارباب اقتدار سے بھی التماس ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کریں، ورنہ ان کے لئے بھی آخرت کی جواب دہی مشکل ہوجائے گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا وآخرت کی تمام مشکلات اور مصائب سے محفوظ فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ

نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور بعثت آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیثیت سے ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسالت۔ نبوت کا دروازہ ہی بند ہوگیا۔ اس لئے قرآن کریم میں آپ کو''خاتم النبیین'' کا لقب عطا کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:''نہیں ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں۔''

خاتم النبیین کی تفسیر میں تاویل کی گنجائش کا امکان تھا اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تاویل وتشریح کا دروازہ بند کرنے کے لئے فرمایا کہ میری مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک عمارت تعمیر کی گئی مگر اس کی ایک اینٹ چھوڑ دی گئی۔ جو بھی اس عمارت کو دیکھتا ہے تو تعجب کرتا ہے کہ اس اینٹ کو کیوں چھوڑ دیا گیا۔ اگر اس اینٹ کو رکھ دیا جاتا تو اس عمارت کی تکمیل ہوجاتی۔ پس انبیائے کرام علیہم السلام کی اس عمارت کی میں آخری اینٹ ہوں۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ''میرے بعد تمیں کذاب دجال پیدا ہوں گے جو یہ دعویٰ کریں گے کہ وہ نبی ہیں۔ لیکن میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ''کوئی میرے بعد جھوٹا دعویٰ نبوت کرے تو تم اس کو مسترد کردو۔''

آپ نے اس عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کے پیش نظر مختلف اسلوب اور طریقے سے اور مختلف ناموں اور صفات کے اظہار کے ساتھ اس کی وضاحت فرمائی۔ اس بنا پر محدثین نے واضح طور پر اس تحقیق کو اجاگر کیا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے ثبوت کے لئے کئی احادیث متواترہ موجود ہیں۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے کئی آیات کریمہ سے صراحتاً، کنایۃً، دلالۃً ہر انداز میں عقیدۂ ختم نبوت کے اساسی اور بنیادی ہونے کو واضح کیا ہے جبکہ محدث العصر حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کے تمام ادلہ کی بنیاد پر واضح کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا بھی امکان باقی نہیں رہ جاتا۔ کیونکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف فرما تھے اور مسیلمہ کذاب اپنے قبیلہ کے ہمراہ اسلام قبول کرنے کے لئے آیا اور بیعت کی درخواست کی تو اس وقت اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ''مجھے نبوت اور خلافت میں سے کچھ حصہ دیا جائے۔ ایک روایت کے مطابق اس نے کہا کہ مجھے نبوت میں آپ شریک کریں۔ عرب کے نبی آپ اور عجم کا میں۔ یا آپ کی زندگی میں آپ نبی اور آپ کی اس دنیا سے تشریف بری کے بعد میں نبی۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت استراحت فرمارہے تھے۔ آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ آپ کے قریب کھجور کی ایک سوکھی ٹہنی رکھی ہوئی تھی۔ آپ نے اس کو اٹھا کر مسیلمہ کذاب کو دکھاتے ہوئے کہا کہ''اگر تو اس خلافت میں یا نبوت میں سے اتنے کا بھی طالب ہوگا تو وہ نہیں مل سکتی۔ کیونکہ نبوت ورسالت کا دروازہ بند ہوگیا۔''

خلیفہ اوّل سیدنا صدیق اکبرؓ نے جب خلافت کا منصب سنبھالا تو اس سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور میں اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب دونوں نے جھوٹا دعویٰ نبوت کردیا تھا اور اس کی تبلیغ شروع کردی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود عنسی کے قتل کا حکم جاری فرمادیا تھا اور حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو اس کی ذمہ داری سونپی تھی اور انہوں نے اس کام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری لمحات میں پورا بھی فرمالیا تھا اور حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آپ کو اس کی بشارت بذریعہ وحی عطا فرمادی تھی جس پر آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو مطلع فرمادیا تھا کہ''فیروز (رضی اللہ عنہ) کامیاب ہوگیا۔'' سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خلافت سنبھالتے ہی دیگر فتنوں کی طرح مسیلمہ کذاب اور دیگر جھوٹے مدعیان نبوت کا فتنہ بہت تیزی سے اٹھا۔ اس وقت نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر فتح شام کے لئے روانہ ہوچکا تھا جبکہ دوسرے بعض محاذوں پر لشکر اسلام مصروف عمل تھا۔ مدینہ منورہ میں اکابر علمائے کرام، محدثین، مفسرین، قرأ، حفاظ اور اصحاب بدر موجود تھے۔ خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تمام کو حکم دیا کہ وہ مسیلمہ کذاب کی سرکوبی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تیار ہوجائیں۔ اس کے بعد آپ نے حضرت عکرمہؓ بن ابوجہل کی قیادت میں مسیلمہ کی سرکوبی کے لئے یمامہ لشکر روانہ کیا۔ اس کے بعد ان کی مدد کے لئے حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو ان کی طرف روانہ کیا۔ ابتدائی طور پر حضرت عکرمہ کو کچھ پسپائی ہوئی کیونکہ انہوں نے شرجیلؓ کے پہنچنے سے قبل حملہ کردیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد حضرت خالد بن

ولید رضی اللہ عنہ کو اس مہم پر روانہ فرمایا۔ حضرت خالد بن ولید یمامہ کی طرف بہت تیزی سے روانہ ہوئے جہاں مسیلمہ کذاب کا لشکر پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ ان کی تعداد چالیس ہزار تھی جبکہ مسلمان صرف تیرہ ہزار تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے لشکر کے سامنے ڈیرے ڈال دیئے۔ معمول کے مطابق پہلے انفرادی مقابلہ ہوا۔ سردار نہار کے مقابلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ نکلے اور نہار کو شکست دی۔ اس کے بعد گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بہادری کے ساتھ سینکڑوں کو جہنم رسید کر کے جام شہادت نوش کیا۔ مسیلمہ کے سردار ایک ایک کر کے حضرت خالد بن ولیدؓ سے شکست کھاتے رہے۔ آخر میں مسیلمہ کذاب کو حضرت خالد بن ولیدؓ نے للکارا مگر وہ بھاگ کر ایک باغ میں قلعہ بند ہوگیا۔ اس کے اکثر ساتھی جہنم رسید ہوگئے۔ آخر کار حضرت براء بن مالکؓ نے تجویز دی کہ مجھے باغ کے اندر پھینک دیا جائے۔ میں نیچے گرتے ہی دروازہ کھول دوں گا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”میں تمہیں تمہارا دشمن کی گود میں نہیں پھینک سکتا۔“ بہت اصرار کے بعد آخر کار ان کو دیوار پر چڑھا دیا گیا۔ وہ فوراً اندر کودے اور دروازے پر پہرے داروں کو ختم کر کے دروازہ کھول دیا اور زبردست لڑائی شروع ہوئی اور مسلمان لشکر شہادت کا نذرانہ پیش کرتا ہوا ایک ایک دشمن کو ختم کرتا ہوا مسیلمہ تک پہنچنے کی کوشش میں لگا رہا۔ حضرت وحشیؓ جنہوں نے حضرت حمزہؓ کو شہید کر کے کلیجہ چیرا تھا انہوں نے مسیلمہ کذاب کو دیکھ لیا اور دور سے اس کو نیزہ مارا جس سے زخمی ہو کر وہ گرا اور قریب ہی ایک انصاری صحابی نے تلوار سے اس کا سر کاٹ کر نیزہ پر چڑھا کر بلند کر دیا۔ اس طرح مسیلمہ کذاب کا لشکر شکست کھا گیا۔ تیس ہزار مسیلمہ کے لشکری جہنم رسید ہوئے جبکہ بارہ سو صحابہ کرامؓ و تابعینؒ جن میں اکابر صحابہ قراً حفاظ موجود تھے شہید ہوئے۔ خلیفہ اول جانشین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کو امت نے اجماعی طور پر قبول کیا اور جب بھی کسی جھوٹے نے سر اٹھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائیوں اور جاں نثاروں نے اس کی سرکوبی کے لئے زبان وقلم، تحریر، تقریر اور تلوار و سیف کو استعمال کیا اور اس فتنہ کا مکمل طور پر خاتمہ کیا۔ مسیلمہ کذاب اسود عنسی اور سجاح سمیت اب تک بہتر (۷۲) کے قریب ایسے افراد امت میں پیدا ہوئے جنہوں نے دعوئی نبوت کیا اور باضابطہ نہ صرف اس کی تبلیغ کی بلکہ وہ کسی حد تک ابتدائی طور پر اس میں کامیاب بھی ہوئے۔ بعض تو عرصہ دراز تک اس فتنہ کی آبیاری کرتے رہے تا آنکہ مسلمانوں سے جہاد میں ان کو شکست ہوئی۔ اس سلسلے میں تیرہویں صدی میں برصغیر میں مسلمانوں کی غلامی اور انگریزوں کی بالادستی کے دور میں تحریک آزادی کو کچلنے اور نقصان پہنچانے کے لئے انگریز دانشوروں اور ارباب اقتدار نے ایک جھوٹا مدعی نبوت پیدا کیا جس کو مسیلمہ پنجاب کا لقب دیا گیا کیونکہ اس نے بھی مسیلمہ کذاب کی طرح ابتدائی طور پر دعوئی کیا کہ اس کو نبوت میں حصہ دیا گیا ہے۔ اس شخص کا نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ انگریز دور حکومت کی وجہ سے اس کے لئے انگریزوں کی سرپرستی میں آبیاری آسان ہوئی جبکہ مسلمانوں کے لئے اس دور میں جہاد کرنا مشکل تھا اس لئے اس طبقہ کو پھلنے پھولنے کے لئے آسان میدان فراہم ہوگیا اور اسی کی وجہ سے آج تک یہ طبقہ مرزائی، قادیانی، احمدی کے نام سے اسلام کے خلاف مصروف عمل ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی اور اپنے خاندان کی تاریخ خود ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

”میرا نام غلام احمد اور والد کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا کا نام عطا محمد اور پردادا کا نام گل محمد تھا قوم برلاس ہے۔ پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری دور حکومت میں ہوئی۔ چھ سال کی عمر میں فارسی کے لئے استاد رکھا گیا دس برس کی عمر میں عربی کی تعلیم کے لئے استاد رکھا گیا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں ایک مولوی صاحب سے کچھ کتابیں پڑھیں۔ والد صاحب سے طبابت کی کتابیں پڑھیں۔ والد صاحب کی پنشن لینے سیالکوٹ گیا۔ سات سو روپے پنشن لئے۔ چچا زاد بھائی کے کہنے پر وہ پنشن کی رقم سیر و تفریح پر اڑا دی۔ رقم ختم ہوتے ہی چچا زاد بھائی بھاگ گیا۔ اکیلا پریشان ہوا تو کچہری میں پندرہ روپے پر ملازمت اختیار کرلی۔ اسی دوران کچھ انگریزی بھی پڑھنے کی کوشش کی جب میری عمر پینتیس سال کی ہوئی تو والد صاحب پیچش کے مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کر گئے۔ اسی دوران مجھ پر زور و شور سے مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ شروع ہوگیا۔“ (کتاب البریہ ص۱۳۴ تا ۱۳۶)

یہاں سے مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹے دعوئی نبوت کی طرف سفر شروع کرتے ہیں۔ اس دور میں عیسائیوں کی طرف سے اسلام پر سخت اعتراض ہو رہے تھے مرزا صاحب عیسائی پادری آتھم کو چیلنج کرتے ہیں اگرچہ اس مناظرہ میں بھی ان کو شکست ہوتی ہے لیکن اس کو ایک قسم کی شہرت مل جاتی ہے۔ اسی طرح آریہ سماج والوں سے مناظرہ کا اعلان کرتے ہیں۔ اسی دوران اسلام کی حقانیت کے لئے پچاس جلدوں پر ایک کتاب لکھنے کا اعلان کرتے ہیں جس کا نام ”براہین احمدیہ“ تجویز کیا جاتا اور اس نام پر بے شمار روپیہ بٹورتا ہے اور یہ کتاب بھی مکمل کرنے کے بجائے پانچ جلدوں پر ختم کر دی جاتی ہے غرض مرزا غلام احمد قادیانی کا مقصد اپنے آپ کو اس منصب پر پہنچانا تھا کہ کسی طرح لوگ اس کی بات کو اسلام کی

طرف منسوب کریں اور اگر وہ کسی قسم کا دعویٰ کرے تو سابقہ شہرت کی وجہ سے کچھ لوگ اس کی حمایت پر کمربستہ ہوجائیں۔ اس کیلئے مرزا غلام احمد قادیانی لوگوں کو تیار کرنا شروع کرتا ہے:

’’جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اس دعویٰ میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے اور نیز خلق اللہ وہ کلام سنادے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک امت بنادے جو اس کو نبی سمجھتی ہو اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہو۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۴، روحانی خزائن ص۳۴۴)

’’ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے غرض نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں۔ صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔

(تبلیغ رسالت ص۲-۳۔ جلد ششم)

’’یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل بہ کثرت موجود ہیں سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے الفاظ استعمال کیے ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کے رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ یا رسول کے لفظ سے یاد کرے۔

(سراج منیر ص۳۰۲) میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں۔‘‘

چونکہ ان تمام دعووں میں اپنے آپ کو کسی نہ کسی انداز سے نبی یا نبی کے برابر ٹھیرایا تھا اس لئے علماء کرام نے اعتراض کیا تو فوری طور پر اس کی تردید بھی کردی اور ایک جگہ درج ذیل معاہدہ بھی طے پایا۔ یہ معاہدہ مولوی عبدالحکیم سے مباحثہ کے دوران ۳/ فروری ۱۸۹۲ء کو ہوا:

’’تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ ’’فتح الاسلام‘‘ و ’’توضیح المرام‘‘ و ’’ازالہ اوہام‘‘ میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے کیے گئے۔ ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ کے ص ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید ومولیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کردینا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ...... کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔‘‘

جس حالت میں ابتدا سے میری نیت میں جس کو اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکلم مراد لیے ہیں...... تو پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دل جوئی کے لیے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہوسکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنی لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمائیں۔

راقم خاکسار

مرزا غلام احمد قادیانی

مولف رسالہ ’’توضیح المرام‘‘

۱۹۰۱ء سے مرزا صاحب نے اشارۃً کنایۃً نبی اور مسیح موعود کا اعلان کرنا شروع کردیا:

’’اگر ایک امتی کو جو محض پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درجہ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے۔ نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے گا تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی کیونکہ وہ امتی ہے اس کا اپنا کوئی وجود نہیں اور اس کا اپنا کمال نبی متبوع کا کمال ہے اور وہ صرف نبی نہیں کہلاتا بلکہ نبی بھی اور امتی بھی مگر کسی ایسے نبی کا آنا جو امتی نہیں ہے ختم نبوت کے منافی ہے۔

(چشمہ مسیحی ص:۴۱)

’’آپ کے فیضان سے ایک ایسی نبوت ملتی ہے کہ جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی اور اس نبوت کا پانے والا امتی نبی کہلاتا ہے پہلی امتوں میں محدث یا جزوی نبی تو ہوتے تھے لیکن پہلے نبیوں میں اس قدر طاقت نہیں تھی کہ ان کے فیضان سے امتی نبی ہوسکے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت صرف محدثیت ہی جاری نہیں بلکہ اس سے او پر نبوت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ پس یہ بات

روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے مل سکتی ہے براہ راست نہیں مل سکتی اور پہلے زمانے میں نبوت براہ راست مل سکتی تھی کسی نبی کے اتباع سے نہیں مل سکتی تھی کیونکہ وہ اس قدر صاحب کمال نہ تھے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جبکہ نبوت کا دروازہ علاوہ محدثیت کے امت محمدیہ میں کھلا ثابت ہوگیا تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مسیح موعود نبی اللہ تھے۔" (حقیقۃ النبوۃ، ص:۲۲۸)

"اگر کوئی شخص کہے کہ جب نبوت ختم ہوچکی ہے تو اس امت میں نبی کس طرح ہوسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدائے عزوجل نے اس بندہ (یعنی مرزا) کا نام اس لئے نبی رکھا ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ کی نبوت کا کمال امت کے کمال کے ثبوت کے بغیر ہرگز ثابت نہیں ہوتا اور اس کے بغیر محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے جو اہل عقل کے نزدیک بے دلیل ہے اور کسی فرد پر ختم نبوت کے یہی معنی ہیں کہ کمالات نبوت اس پر ختم ہیں اور نبی کے بڑے کمالات میں سے نبی کا فیض پہنچانے میں کامل ہونا ہے اور یہ جب تک امت میں اس کا نمونہ نہ پایا جائے ثابت نہیں ہوتا۔" (حقیقۃ الوحی حاشیہ، ص:۱۹)

لکھتا ہے:

"محمدی ختم نبوت سے باب نبوت بکلی بند نہیں ہوا کیونکہ باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی الٰہی بند نہیں ہوا۔"

(تشحیذ الاذہان، قادیان نمبر ۸، جلد ۱۲، اگست ۱۹۰۱ء)

۱۹۰۱ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک مرزا غلام احمد قادیانی کا اس طرح کا دور رہا ہے کہ وہ کسی نہ کسی انداز میں واضح طور پر اپنے آپ کو نبی کہتا تھا اور اپنے جھوٹے دعووں پر دلیل کے انبار لگا دیتا تھا لیکن اگر مناظرہ یا مباہلہ ہو تو انکار کردیتا تھا اور خاتم النبیین کی غلط تشریح کرتا تھا۔ لیکن اپنی نجی مجلسوں میں پہلے اولیاء کرام پر اپنی فضیلت بیان کرنا شروع کردی۔ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کا سلسلہ شروع کیا یہاں تک کہ نعوذ باللہ اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار دینا شروع کردیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے غلط عقائد کو سب سے پہلے علماء لدھیانہ نے چیلنج کیا اور ۱۳۰۱ھ میں جب اپنے سسر کے پاس لدھیانہ پہنچے اور وہاں اپنی مجددیت کا نغمہ الاپنا شروع کیا تو بعض لوگ اس کے ہمنوا ہوگئے اور انہوں نے ایک جلسے کا اہتمام کیا۔ اور اس جلسے کے اعلان کے سلسلے میں بعض لوگوں نے مرزا غلام احمد کی مدح وستائش کرتے ہوئے کہا کہ جو ان پر ایمان لائے گا گویا "اول المسلمین" میں اس کا شمار ہوگا۔ یہ بات سن کر لدھیانہ کے ایک عالم دین مولانا عبداللہ لدھیانوی اٹھے اور انہوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی مجدد یا بزرگ نہیں بلکہ وہ انتہا درجہ کا ملحد اور زندیق ہے۔ اس کے جواب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے حامیوں نے کہا کہ تم مرزا غلام احمد قادیانی کی شہرت سن کر حسد میں مبتلا ہوگئے ہو۔ بہرحال دوسرے دن مرزا غلام احمد قادیانی لدھیانہ جلسہ کے لئے آیا تو لدھیانہ کے علمائے کرام نے اسے کی کتابوں سے کفریہ کلمات اور عقائد کو جمع کرکے اس کی روشنی میں کفر کا فتویٰ صادر کیا۔ ان کے فتویٰ کی ابتدائی طور پر کافی مخالفت ہوئی کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی مناظر اسلام کی حیثیت سے اعلیٰ شہرت پاچکا تھا بہرحال علماء لدھیانہ نے اپنے موقف پر مضبوطی کے ساتھ ڈٹے رہے اور اپنے فتویٰ کی تصدیق کے لئے دارالعلوم دیوبند گئے جس پر مولانا محمد یعقوب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے حسب ذیل فتویٰ جاری کیا۔

"یہ شخص میری دانست میں لامذہب معلوم ہوتا ہے اس شخص نے اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا۔ اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ مناسبت نہیں رکھتے۔"

ادھر وقت کے عظیم بزرگ مولانا شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے روحانی وجدان سے واضح طور پر فرمادیا:

"اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہے۔ اس کے بارے میں تذبذب رکھنے والے علماء جلد ہی اس کو کافر قرار دیں گے۔"

چنانچہ مولانا شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی پیشگوئی کے بعد جلد ہی تمام علماء کرام نے متفقہ طور پر مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد علماء حرمین شریفین کو بھیجے گئے تو مکہ معظمہ کے رئیس القضاۃ شیخ عبداللہ بن حسن نے درج ذیل فتویٰ جاری کیا:

"مدعی نبوت کے کفر میں کوئی شبہ نہیں جو شخص قادیانی کے دعویٰ کی تصدیق کرے یا اس کی متابعت کرے وہ بھی مدعی نبوت کی طرح کافر ہے..... مسلمان سے اس کا رشتہ نکاح و بیاہ صحیح نہیں۔"

ان فتاویٰ کے بعد مکتبہ اہلحدیث اور مسلک بریلویہ کے علماء کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد کو واضح کرکے ان کے کفر کا اعلان کیا۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ انہی دنوں ہجرت کے ارادے سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ وہاں سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے ملاقات کی اور اپنے ارادے سے آگاہ کیا۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے فرمایا کہ آپ واپس اپنے مسکن تشریف لے

جائیں وہاں ایک بہت بڑے فتنے سے آپ نے اسلام کا دفاع کرنا ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ واپس پہنچے تو مرزا غلام احمد قادیانی اپنے جھوٹے دعویٰ نبوت کے ساتھ منظر عام پر آ چکا تھا اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ پیر مہر علی شاہؒ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو مباہلہ کا چیلنج بھی دیا اور اس کے خلاف کتاب شمس الہدایہ لکھی جس کا جواب مرزا غلام احمد قادیانی نے تین سال کے بعد شمس بازغہ کے نام سے دیا جس کے جواب میں پیر مہر علی شاہؒ نے سیف چشتیہ کے نام سے جواب لکھا جس کا جواب نہ مرزا غلام احمد قادیانی دے سکا اور نہ آج تک اس کا کوئی خلیفہ جواب دے سکا۔ اسی طرح مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا عبدالحق غزنوی، مولانا داؤد غزنوی وغیرہ نے بھی مناظروں اور مباہلوں کے ذریعہ مرزا غلام احمد قادیانی کو شکست دی مگر مرزا غلام احمد قادیانی انگریزوں کی سرپرستی میں اپنی جھوٹی نبوت کا پرچار کرتا رہا۔ ۱۹۳۰ء میں دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث محدث العصر علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فتنہ قادیانیت کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں دیکھ کر فکر میں مبتلا ہوئے اور ان کو اندیشہ ہوا کہ اس فتنہ کی سرکوبی منظم انداز میں مشترکہ طور پر نہ کی گئی اور ایک مخصوص جماعت اس کام کے لئے مستقل طور پر نہ لگائی گئی تو اندیشہ ہے کہ کہیں اس گمراہی میں امت کا ایک بڑا حصہ مبتلا نہ ہو جائے اور اسلام کے نام پر قادیانیت کو فروغ نہ ملے اس سلسلے میں سب سے پہلے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کی اور مسلسل چھ ماہ شب خیزی اور دعائے سحر گاہی سے اس فتنہ کی روک تھام کے لئے راستہ تلاش کیا۔ خود فرماتے ہیں کہ مسلسل چھ ماہ اسی فکر میں میری نیند اڑی رہی اور میں خدا تعالیٰ سے دستگیری طلب کرتا رہا پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بات ڈالی کہ امت اجتماعی طور پر اس فتنہ کے سدباب کے لئے کام کرے۔ اس پر انہوں نے پورے برصغیر کے علماء کرام کا اجلاس طلب کیا جس میں پانچ سو علماء کرام شریک ہوئے۔ حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فتنہ قادیانیت سے علماء کرام کو آگاہ کر کے بشارت سنائی کہ جو لوگ اس باطل فرقے کی تردید کے لئے کام کریں گے ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت انشاء اللہ نصیب ہوگی۔ پھر انہوں نے ایک نوجوان عالم دین سید عطاء اللہ شاہ بخاری جو مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے تحریک آزادی کے لئے اپنا تن من دھن قربان کر کے دن رات جہاد میں مصروف تھے ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے تمام علماء کرام کو حکم دیا کہ وہ بھی بیعت کر کے قادیانیت کی تردید کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اس کے ساتھ آپ نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو امیر شریعت کا خطاب دیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم پر ''شعبہ ختم نبوت'' قائم کر کے تحریک آزادی کے ساتھ قادیانیت کی تردید اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی تحریک شروع کر دی۔ اس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام شریک ہو گئے تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوتے ہی ان علماء کرام پر جو اس تحریک میں امیر شریعت کے سفیر تھے امتحان اور آزمائش کے دروازے کھل گئے۔

انگریزوں نے ہر جلسہ علماء کرام کی تقریروں پر پابندی عائد کر دی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں نے قادیان میں سالانہ جلسہ کیا تو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قادیان میں جلسہ کی اجازت طلب کی۔ اجازت نہیں دی گئی۔ قادیان سے باہر ایک میل اجازت ملی تو تقریر کرنے کی پاداش میں جیل میں بند کر کے مقدمہ چلایا گیا۔ غرض امیر شریعت کے بقول آدھی عمر جیل اور آدھی ریل میں گزر گئی۔ قادیان میں دفتر ختم نبوت کھولنا چاہا تو کارکنوں کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی دفتر احرار جلا دیا گیا یہ صورتحال چلتی رہی مگر علماء کرام اپنے مشن پر قائم دائم رہے۔ ادھر مرزا بشیر الدین محمود نے کشمیر کمیٹی میں پاکستان تحریک کے خلاف کام کیا۔ قادیانیوں کو حکم دیا کہ اپنے نام مسلمانوں کی فہرست میں شامل نہ کرائیں۔ علامہ اقبال نے خطرات کو محسوس کر کے کشمیر کمیٹی سے علیحدگی اختیار کر لی۔ مرزا بشیر الدین کی کوششوں سے کشمیر کے بارے میں غلط فیصلے کے امکانات شروع ہو گئے ادھر ظفر اللہ قادیانی نے مسلم لیگ کا مقدمہ پاکستان کے بارے میں صحیح طور پر پیش کرنے کے بجائے قادیانیوں کا موقف پیش کیا۔ غرض اسلام۔ پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کی مہم تیز سے تیز تر ہو گئی لیکن علماء کرام نے ہر جگہ ناکام کیا۔

☆☆..............☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

حج فرض میں تاخیر کرنے کا گناہ

مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

اسلام کے ارکان میں "حج" ایک اہم رکن ہے اور یہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں انسان کا بدن بھی خوب استعمال ہوتا ہے اور مال بھی خرچ ہوتا ہے، اور اس عبادت میں عاشقانہ شان پائی جاتی ہے، کیونکہ حج میں اللہ تعالیٰ نے ایسے ارکان رکھے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے عشق ومحبت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور حج نہ صرف بذاتِ خود ایک اعلیٰ عبادت ہے بلکہ بہت سی عبادتوں کا مجموعہ اور بہت سی پاکیزہ صفات کا سرچشمہ ہے، یہی وجہ ہے کہ حج کی یہ دل کش عبادت تمام عبادتوں میں ایک منفرد اور نرالی شان رکھتی ہے۔ قرآن کریم نے بہت سے مواقع پر حج کی اہمیت اور فضیلت کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے، چنانچہ:

حج کی فرضیت واہمیت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (۹۶) فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ ج وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ط وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا ط وَمَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ."

(آل عمران: ۹۶،۹۷)

ترجمہ: "حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لئے بنایا گیا یقینی طور پر وہ ہے جو مکہ میں واقع ہے، (اور) بنانے کے وقت ہی سے برکتوں والا اور دنیا جہان کے لوگوں کے لئے ہدایت کا سامان ہے۔ اس میں روشن نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے، اور جو اس میں داخل ہوتا ہے امن پا جاتا ہے۔ اور لوگوں میں سے جو لوگ بیت اللہ تک آنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ تعالیٰ کے لئے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے۔ اور اگر کوئی انکار کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا جہان کے تمام لوگوں سے بے نیاز ہے۔" (آسان ترجمہ قرآن: ۱/۲۱۰)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"وَاَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ." (الحج: ۲۷)

ترجمہ: "لوگوں میں حج کا اعلان کردو، کہ وہ تمہارے پاس پیدل آئیں، اور دور دراز کے راستوں سے سفر کرنے والی اُن اونٹنیوں پر سوار ہوکر آئیں جو (لمبے سفر سے) دبلی ہوگئی ہوں۔"

(آسان ترجمہ قرآن: ۲/۱۰۲۲)

لہٰذا ہر صاحب استطاعت مسلمان پر حج فرض ہے، اور صاحب استطاعت وہ مسلمان کہلاتا ہے جو عاقل، بالغ اور صحت مند ہو، اور اس کے پاس اس کی اصلی اور بنیادی ضروریات سے زائد اتنا مال ہو جس سے وہ بیت اللہ تک آنے جانے اور وہاں کے قیام وطعام کا خرچ برداشت کرسکے، اور اپنی واپسی تک ان اہل وعیال کے خرچ کا انتظام بھی کرسکے جن کا نان ونفقہ اس کے ذمہ واجب ہے، اور آنے جانے کا راستہ بھی محفوظ اور مامون ہو۔ عورت کے لئے چونکہ بغیر محرم کے سفر کرنا شرعاً جائز نہیں اس لئے وہ حج پر اس وقت قادر سمجھی جائے گی جب اس کے ساتھ کوئی محرم حج کرنے والا ہو، خواہ محرم اپنے خرچ سے حج کررہا ہو یا یہ عورت اس کا سفر خرچ بھی برداشت کرے۔

(تفسیر معارف القرآن: ۲/۱۲۲)

حج کے فضائل کے متعلق چند احادیث طیبہ:

احادیث طیبہ میں حج کے متعدد فضائل بیان ہوئے ہیں: مثلاً

۱:... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے اس طرح حج کرے کہ اس میں نہ کوئی فحش بات ہو اور نہ حکم عدولی ہو وہ حج سے ایسا واپس ہوتا ہے جیسا اُس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف)

۲:... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نیکی والے حج یعنی حج مبرور ومقبول کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

۳:... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ بندوں کو جہنم سے بری فرماتے ہوں، (یعنی جتنی کثیر مقدار میں عرفہ کے دن جہنم سے خلاصی ہوتی ہے اتنی کثیر تعداد کسی اور دن کی نہیں ہوتی)۔ حق تعالیٰ شانہ (دنیا کے) قریب ہوتے ہیں، پھر فخر کے طور پر فرماتے ہیں: یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟ (صحیح مسلم)

۴:... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے ایک دن حالتِ احرام میں تلبیہ کہتے ہوئے گزارا یہاں تک کہ (اس دن کا) سورج غروب ہوگیا تو وہ سورج اس کے گناہ لے کر غروب ہوگا اور وہ محرم ایسا (گناہوں سے پاک) ہوجائے گا جیسے (اس وقت تھا جب) اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔ (ابن ماجہ)

۵:... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو وہ ان کی دعا قبول فرمائے، اور اگر وہ اس سے مغفرت مانگیں تو وہ ان کی مغفرت فرمائے۔ (ابن ماجہ)

یہ چند فضائل ہم نے ذکر کیے ہیں، ورنہ ذخیرۂ احادیث میں اور بھی متعدد فضائل بیان کیے گئے ہیں، اور جس طرح حج ادا کرنے کے بے شمار فضائل اور فوائد قرآن وحدیث میں آئے ہیں، اسی طرح جو لوگ حج کرنے کی قدرت اور استطاعت رکھتے ہیں جس کی وجہ سے ان پر حج کرنا فرض ہوچکا ہے اس کے باوجود وہ حج نہیں کرتے ان کے لئے احادیثِ مبارکہ میں بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں ۔ذیل میں چند احادیث نقل کی جاتی ہیں:

حج فرض نہ کرنے کی مذمت کے متعلق چند احادیثِ طیبہ:

حدیث نمبر۱

عن علی قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "من ملک زادا وراحلة تبلغه الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیه أن یموت یهودیا، أو نصرانیا، وذلک أن اللہ یقول فی کتابه." (وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا) (آل عمران:۹۷) (سنن الترمذی ۱۱۶:۳)

ترجمہ: "حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس سفرِ حج کا ضروری سامان ہو اور اس کی سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے، تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔" (ترمذی)

تشریح:

مطلب یہ ہے کہ حج کرنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود جو لوگ حج نہ کریں ان کا اس حالت میں مرنا اور یہودی یا عیسائی ہوکر مرنا گویا برابر ہے (معاذ اللہ)۔ اور حج نہ کرنے والوں کو یہود ونصاریٰ کے مشابہ قرار دینے میں راز یہ ہے کہ عیسائی اور یہودی حج نہیں کیا کرتے تھے، بہر حال آیت کریمہ اور حدیثِ مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ بغیر حج کئے مرنے والے بڑے ناشکرے اور نافرمان بندے ہیں، ان کی اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں۔

حدیث نمبر۲

عن ابن عمر قال: من کان یجد وهو موسر صحیح لم یحج کان سیماه بین عینیه کافرا ثم تلا هذه الآية (وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ)(الدر المنثور ۲/۲۷۵)

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد ہے: جو شخص تندرست ہو اور پیسہ والا ہو کہ حج کے لئے جانے کی اس میں استطاعت ہو اور پھر بغیر حج کئے وہ مرجائے تو قیامت کے دن اس کی پیشانی پر "کافر" کا لفظ لکھا ہوا ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ آیت شریف "وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ" پڑھی۔ (درمنثور)

تشریح

حج کی استطاعت کے باوجود حج کئے بغیر مرنے والا اگرچہ چاروں اماموں کے نزدیک کافر نہیں ہوتا جب تک کہ حج کا انکار نہ کرے، لیکن یہ وعیدیں کیا کچھ کم ہیں! اور اس میں شک نہیں کہ حج فرض ہونے کے باوجود حج نہ کرنا کافرانہ طرزِ عمل ہے جو سخت گناہ ہے، جس سے توبہ کرنا واجب ہے اور حج فرض ادا کرنے کی فکر کرنا لازم ہے۔

حدیث نمبر۳

من کان له مال تبلغه حج بیت ربه، أو تجب علیه فیه الزکاة فلم یفعل سأل الرجعة عند الموت." ت عن ابن عباس." (کنز العمال ۵/۲۰)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ حج کر سکے لیکن حج نہ کرے، یا اتنا مال ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو لیکن زکوٰۃ ادا نہ کرے، وہ مرتے وقت دنیا میں واپس آنے کی تمنا کرے گا۔ (کنز العمال)

اس کے علاوہ اور بھی کئی احادیث میں استطاعت کے باوجود حج ادا نہ کرنے پر بڑی سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں، اس لئے جس مسلمان مرد وعورت پر حج فرض ہو اس کو جلد از جلد اس فرض کی ادائیگی کی فکر کرنی چاہئے، کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ

نہیں کہ کب موت آجائے اور آدمی ان خطرناک وعیدوں کا مستحق بن جائے۔

حجِ فرض ادا نہ کرنے کے مختلف بہانے:

ہمارے معاشرے میں بعض لوگ حج فرض ہونے کے باوجود حج ادا کرنے سے بڑی غفلت کرتے ہیں اور مختلف قسم کی تاویلیں اور بہانے پیش کرتے ہیں جو اوپر ذکر کردہ احادیث کی روشنی میں بالکل باطل ہیں، ذیل میں اس کی چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں:

ماحول نہ ہونے کا بہانہ:

بعض لوگوں کو جب توجہ دلائی جائے کہ آپ پر حج فرض ہے اسے جلدی ادا کریں تو وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہمارے گھر میں ماحول نہیں ہے اور ہمارے یہاں اس قسم کی باتیں نہیں ہوتیں۔ یہ سراسر بہانہ ہے جو آخرت میں ہرگز نہیں چلے گا۔

دیگر فرائض ادا نہ کرنے کا بہانہ:

بعض لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ پہلے ہم نماز، روزہ وغیرہ کے تو پابند ہوجائیں پھر ہم حج بھی کرلیں گے، اور اسی میں ساری زندگی گزر جاتی ہے، نہ حج کرتے ہیں اور نہ نماز، روزہ کے پابند ہوتے ہیں۔ حالانکہ حج کا فرض ہونا نماز روزہ کی پابندی پر موقوف نہیں ہے، نماز الگ فریضہ ہے، حج ایک الگ فریضہ ہے، دونوں کو اپنی اپنی جگہ انجام دینا ضروری ہے، ایک کی وجہ سے دوسرے کو چھوڑنا اپنے آپ کو دوہرے گناہ میں مبتلا کرنا ہے۔ اور اگر دیکھا جائے تو ایک آدمی جو نمازوں کا پابند نہ ہو اور دیگر عبادتوں میں دل نہ لگتا ہو اور وہ حج کے لئے چلا جائے تو اس کی اچھی تربیت ہوسکتی ہے، کیونکہ عبادت کے ماحول میں انسان عبادتوں کا عادی بن سکتا ہے۔

بڑھاپے کا انتظار کرنا:

بعض لوگ جوانی کے زمانہ میں یہ سوچ کر حج نہیں کرتے کہ حج کے بعد کوئی گناہ نہیں کرنا، لہٰذا آخری عمر میں حج کریں گے تاکہ اس کے بعد پھر کوئی گناہ نہ کریں۔ یہ بھی محض ایک بہانہ ہے، کیونکہ موت کا وقت تو کسی کو معلوم نہیں، اور کیا معلوم حج کا موقع بھی ملے یا نہ ملے، اس وقت صحت وہمت ہو یا نہ ہو، مال ہو یا نہ ہو۔

بچیوں کی شادی کا انتظار کرنا:

کچھ لوگ یہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ پہلے بچیوں کی شادی کرکے اس فرض سے فارغ ہوجائیں پھر حج کریں گے، یہ تاویل بھی شرعاً قابل قبول نہیں، حج فرض ہونے کے بعد بچیوں کی شادی کی وجہ سے تاخیر کرنا جائز نہیں۔

والدین کو حج کروانا:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک اولاد اپنے ماں باپ کو حج نہ کرائے اور والدین حج نہ کرلیں اس وقت تک اولاد حج نہیں کرسکتی، اس لئے پہلے وہ والدین کو حج کرانے کی فکر میں رہتے ہیں، جبکہ والدین پر حج فرض نہیں ہوتا، اور وہ اپنے اعذار کی وجہ سے حج کے لئے تیار بھی نہیں ہوتے، نتیجہ یہ کہ اولاد اپنا حجِ فرض ادا نہیں کرتی۔ یہ بھی سراسر غلط ہے۔ ماں باپ کو حج کرانا اولاد پر فرض نہیں ہے، لہٰذا اگر اولاد پر حج فرض ہو تو پہلے اپنا حج کرنا چاہئے، پھر اگر اللہ پاک مزید استطاعت دیں تو والدین کو بھی حج کرادیں۔

بغیر بیوی کے حج نہ کرنا:

بعض لوگ وہ ہیں جن پر حج فرض ہے اور ان کے پاس اتنا مال ہے جس سے وہ خود حج کرسکتے ہیں، لیکن اپنی بیوی کو حج پر لے جانے کی قدرت نہیں رکھتے، پھر وہ بیوی کے اصرار کی وجہ سے یا اپنی مرضی سے اس انتظار میں رہتے ہیں کہ جب بیوی کو ساتھ لے جانے کے قابل ہوں گے اس وقت میاں بیوی دونوں ساتھ حج کرنے جائیں گے۔ یہ بھی غلط ہے۔ بیوی کو ساتھ لے جانے کے انتظار میں حج کو مؤخر کرنا درست نہیں، اور بیوی کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ خاوند کو اپنی وجہ سے حجِ فرض ادا کرنے سے روکے۔

بچے چھوٹے ہونے کا بہانہ کرنا:

بعض لوگ خصوصاً عورتیں یہ بہانہ بناتی ہیں کہ ابھی بچے چھوٹے ہیں، انہیں اکیلا چھوڑ کر نہیں جاسکتے۔ یہ بھی محض ایک بہانہ ہے، دنیاوی مقاصد کے لئے کہیں جانا ہو تو بچوں کا سب انتظام ہوجاتا ہے، لیکن حج کے موقع پر بچوں کے چھوٹا ہونے کا بہانہ بنایا جاتا ہے جو درست نہیں۔

خلاصہ یہ کہ ذکر کردہ باتیں غلط تاویلات اور حج سے جی چرانے کے محض بہانے ہیں، ان کی وجہ سے حج فرض میں تاخیر کرنا جائز نہیں، بلکہ حج فرض ہونے کے بعد جلد از جلد ادا کرنے کی فکر کرنی چاہئے، ایک حدیث شریف میں آتا ہے:

تعجلوا الخروج الی مکة فان أحدکم لا یدری مایعرض له من مرض او حاجة "الدیلمی عن ابن عباس."

(کنزالعمال،۱۶/۵)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حج میں جلدی کرو، کسی کو کیا خبر کہ بعد میں کوئی مرض پیش آجائے یا کوئی اور ضرورت درمیان میں لاحق ہوجائے۔" (کنزالعمال)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حدیث پر عمل کرنے اور حج فرض ہونے کے بعد اس کو ادا نہ کرنے کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆..........................☆☆

گائے کے نام پر دہشت گردی!

قاتل کو جو نہ ٹوکے وہ قاتل کے ساتھ ہے

پروفیسر عبدالواحد سجاد

''ناٹ ان (NOT IN MY NAME) مائی نیم'' اس مہم کا نام ہے جو بھارت میں بے گناہ مسلمانوں کے قتل کے خلاف وہاں کے دانشوروں، مصنفین اور فلم سازوں نے شروع کی ہے۔ اس کی قیادت ایک فلم ساز صبا دیوان کررہے ہیں۔ اس مہم کا مقصد ذات پات، مذہب اور گائے کے نام پر ''ہندو توا'' کے علمبرداروں نے جو دہشت گردی شروع کررکھی ہے، اس کی مخالفت کرنا ہے۔ حال ہی میں بھارت کے مرکزی دارالحکومت دہلی کے میدان جنتر منتر میں احتجاجی مارچ کیا گیا، جس میں تمام مذاہب کے ماننے والوں نے شرکت کی۔ ایک مسلم نوجوان جنید سمیت بے گناہ مسلمانوں کے قتل کے خلاف دھرنا بھی دیا گیا۔ اس احتجاجی مارچ سے ڈاکٹر امبیڈکر کے پوتے نے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''گاؤ رکھشا دلتوں، مسلمانوں اور ہندوستان کی دیگر امن پسند برادریوں کے خلاف بی جے پی کا سیاسی ایجنڈا ہے۔''

آنند پٹوردھن جو ایک سیاسی راہنما ہیں، انہوں نے کہا: ''آر ایس ایس، مودی، بیف اور گائے کے نام پر ہم سب احتجاج کرتے رہیں گے۔''

اس احتجاجی مارچ میں بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی مردہ باد کے نعرے بھی لگائے گئے۔ آر ایس ایس اور ہندوتوا کے علمبردار مودی حکومت کی آشیرباد سے گائے ذبح کرنے اور گائے کا گوشت لے جانے والوں کو مسلسل تشدد کا نشانہ بنارہے ہیں، حالانکہ بھارت گائے کے گوشت کا بڑا ایکسپورٹر ہے، وہ سعودی عرب اور دوسرے خلیجی ممالک میں گائے کا گوشت برآمد کرتا ہے۔ دوران عمرہ وہاں رہنے والے باشندوں نے معتمرین کو بتایا کہ یہاں بیف بڑا اچھا ملتا ہے۔ ایک معتمر نے پوچھا کہ کیا یہ بیف یہاں کا ہی ہے تو بتایا گیا کہ اکثر بیف انڈیا کا ملتا ہے اور وہیں سے درآمد کیا جاتا ہے۔

اندرون ملک ہندو مسلمانوں کو گائے کے گوشت کے نام پر دہشت گردی کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں جبکہ ان کی حکومت مسلمان ممالک کو گائے کا گوشت برآمد کرکے اپنی معیشت کو سنبھالا دیئے ہوئے ہے۔ صرف یہی منافقت نہیں بلکہ نریندر مودی جو فرقہ پرست ہندو جنونیوں کی طاقت سے بھارت میں مقتدر ہوئے، ان کی آمد کے بعد بھارت میں خوف و دہشت کا جو ماحول پیدا ہوا ہے، اس میں اقلیتوں خصوصاً مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کردیا گیا ہے، اس کے باوجود نریندر مودی دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے گائے کے تحفظ کے نام پر مسلمانوں کے وحشیانہ قتل کے مجرموں کے خلاف کارروائی کرنے اور انہیں ظلم کرنے کی اجازت دینے کا اعلان کرتے ہیں۔ نریندر مودی نے مہاتما گاندھی کے شری مدراج چندرجی کے ۱۵۰ویں یوم پیدائش کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے منافقت اور عیاری کا مظاہرہ ان الفاظ میں کیا:

''دوسروں کے خلاف تشدد کرنا باپائے قوم کے اصولوں کے خلاف ہے، گئو بھگتی کے نام پر لوگوں کا قتل قابل قبول نہیں، اسے مہاتما گاندھی قبول نہیں کرتے۔ چلئے سب مل کر کام کریں، مہاتما گاندھی کے خوابوں کا ہندوستان بنائیں۔ ملک میں کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کا حق نہیں ہے۔ تشدد سے کبھی کوئی مسئلہ حل نہیں ہوا اور نہ ہی ہوگا۔ ہمارے معاشرے میں تشدد کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ کچھ لوگ گئو رکھشا کے نام پر دکان کھول بیٹھے ہیں، اس پر مجھے غصہ آتا ہے۔ ایسے لوگوں کے خلاف ریاستی حکومتوں سے کارروائی

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

کرنے کو کہا تھا۔ کچھ لوگ غلط کام کرتے ہیں اور بعد میں گئو رکھشوں کا چولا پہن لیتے ہیں۔"

سوال یہ ہے کہ اب تک کیا بھارت کی مرکزی حکومت نے یا کسی ریاستی حکومت نے گئو رکھشا کے نام پر مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے؟ تو اس کا جواب نفی میں ہے، نریندر مودی اس منافقت کے ذریعے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے خلاف گائے کے تحفظ کے نام پر تشدد کے مخالف ہیں لیکن کچھ جنونی ان کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔

گئو رکھشکوں نے گائے کا گوشت لے جانے کے شبے میں بھی مسلمانوں کو قتل کرنا معمول بنالیا ہے۔ ایک ویگن ڈرائیور محمد اصغر کو اسی شبے میں قتل کرکے اس کی گاڑی کو آگ لگادی گئی۔ مسلح گئو رکھشکوں نے گوشت کے قانونی کاروبار کرنے والے مسلم تاجروں کو پولیس کی موجودگی میں تشدد کا نشانہ بنایا، جھارکھنڈ میں ایک بزرگ مسلمان عثمان انصاری کو اس لئے مارا گیا اور ان کا گھر نذر آتش کیا گیا کہ ان کے گھر کے باہر مردہ گائے پڑی تھی، عیدالفطر سے دو دن پہلے جنید کو اس لئے مار دیا گیا کہ وہ گائے کا گوشت کھاتا تھا۔ دادری کے علاقے میں ایک مسلمان اخلاق احمد کے فریج سے گوشت برآمد ہونے کے جرم میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس طرح کی اور بے شمار مثالیں ہیں جو سیکولرازم کے علمبردار بھارت کی قلعی کھولتی ہیں۔

اب تو یہ نعرہ ہر طرف سے گونج رہا ہے: "جو بیف کھائے گا، مارا جائے گا" گئو رکھشک مسلمانوں کو مارنے کی باقاعدہ ویڈیو بناتے اور پھر اسے سوشل میڈیا پر وائرل کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں میں خوف و ہراس پیدا کیا جائے۔ ۲۰۱۰ء سے ۲۰۱۷ء گئو رکھشا کے نام پر ۵۷ فیصد مسلمان تشدد کا شکار ہوئے۔ مودی حکومت کے آنے کے بعد ۲۰۱۴ء سے اب تک گائے سے منسلک تشدد کے ایسے ۹۷ فیصد واقعات ہوئے۔ آدھے سے زیادہ واقعات افواہوں کی وجہ سے رونما ہوئے۔ بھارت کے ہر کونے میں گائے کے نام پر تشدد کا بازار گرم ہے مگر مرکزی اور بی جے پی کی ریاستی حکومتیں اندھی بہری اور گونگی بنی ہوئی ہیں۔ بے گناہ مسلمان گاجر مولی کی طرح کاٹے جارہے ہیں اور سرکار کے کانوں میں جوں تک نہیں رینگ رہی۔ ایسے میں ساحر لدھیانوی یاد آتے ہیں:

ظالم کو جو نہ روکے وہ شامل ہے ظلم میں
قاتل کو جو نہ ٹوکے وہ قاتل کے ساتھ ہے

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۵؍جولائی ۲۰۱۷ء)

ہر سانس کے آنے جانے میں کیا کوئی نیا پیغام نہیں

حضرت جگر مرادآبادی ؒ

اب لفظ بیاں سب ختم ہوئے، اب دیدہ و دل کا کام نہیں
اب عشق ہے خود پیغام اپنا، اب عشق کا کچھ پیغام نہیں

اللہ کے علم و حکمت کے محدود و اگر اکرام نہیں!
ہر سانس کے آنے جانے میں کیا کوئی نیا پیغام نہیں

ہر خلدِ تمنا پیشِ نظر، ہر جنتِ نظارہ حاصل
پھر بھی ہے وہ کیا شے سینے میں، ممکن ہی جسے آرام نہیں

یہ حسن ہے کیا؟ یہ عشق ہے کیا؟ کس کو ہے خبر اس کی لیکن
بے جام ظہور بادہ نہیں، بے بادہ فروغ جام نہیں

زاہد تیرے ان سجدوں کے عوض، سب کچھ ہو مبارک تجھ کو مگر
وہ سجدہ یہاں ہے کفر مبیں جو سجدہ کہ خود انعام نہیں

دنیا یہ دکھی ہے پھر بھی مگر، تھک کر ہی سہی سو جاتی ہے
تیرے ہی مقدر میں اے دل کیوں چین نہیں، آرام نہیں

ایک شاہد معنی و صورت، ملنے کی تمنا سب کو ہے
ہم اس کے نہ ملنے پر ہیں فدا، لیکن یہ مذاق عام نہیں

پینے کو سب پیتے ہیں جگر میخانہ فطرت میں لیکن
محروم نگاہ ساقی ہے، وہ رند جو درد آشام نہیں

مدتوں رویا کریں گے جام وپیمانہ مجھے

مولانا فضیل احمد ناصری قاسمی (استاذ جامعہ امام محمد انور شاہ دیوبند)

رمضان کی طویل رخصت گزار کر جمعہ ہی کو دیوبند پہنچا ہوں، ہمارے جامعہ میں داخلے کی کارروائیاں جاری ہیں، لکھنے کا موقع بالکل بھی نہیں مل پا رہا، اس دوران علمی شخصیات کی رحلت کی خبریں موصول ہوتی رہیں اور دل و دماغ کی دنیا زیر و زبر کرتی رہیں، اور پھر ۱۱ر جولائی بروز منگل ۲۰۱۷ء کو عالم اسلام کے عظیم ترین محدث، امیر المؤمنین فی الحدیث، شیخ العالم محدثِ کبیر حضرت مولانا محمد یونس صاحب جون پوری کے وصال کا سانحہ بھی پیش آ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ کی شخصیت اپنی جگہ آفتاب و ماہتاب تھی، وہ جس پائے کے محدث تھے، اس کی نظیر موجودہ دور میں شاذ و نادر ہی ملتی ہے، ان کی عظمت و عبقریت اور علمی جلال و جمال کا اندازہ صرف اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جامعہ مظاہر علوم سہارن پور میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے بعد انہوں نے ہی اس کی مسند شیخ الحدیثی کو رونق بخشی، وہ بھی حضرت شیخ الحدیثؒ کے حکم و ارشاد پر، پھر اس پر طرہ یہ کہ اس مسند کا وقار بڑھایا ہی، گرنے کیا دیتے! میں نے اپنی طالب علمی کے دور میں بھی یہی سنا تھا کہ اس وقت روئے زمین پر سب سے بڑے محدث یہی ہیں، اس وقت ہندوستان میں بڑی بڑی علمی ہستیاں تھیں، ان کے باوجود علما اور طلبہ کی زبان پر ان کی عظمت کے چرچے رہے، اب تو قحط الرجال کا دور ہے، ممتاز مصنفین اور علوم اسلامیہ کے ماہرین ایک ایک کرکے اٹھتے چلے گئے، ان کی انفرادیت میں اب کون سا شک رہ گیا تھا؟ مجھے ان سے مسلسلات پڑھنے کی سعادت حاصل ہے۔

طالب علمی کے زمانے میں کسی استاذ کی عظمت کا دل میں بیٹھ جانا اور بات ہے اور تدریسی دور میں جاگزیں کار دیگر۔ حضرت مولانا محمد یونس صاحب کی جلالت شان کا سکہ یوں تو طلب علم کے وقت ہی بیٹھ چکا تھا، مگر ان کی عبقریت اس وقت مزید آشکارا ہوئی جب ان کی کتاب "الیواقیت الغالیہ" میرے مطالعے میں آئی، یہ کتاب ان کی محدثانہ بلندی کو بیان

شیخ کی شخصیت اپنی جگہ آفتاب و ماہتاب تھی، وہ جس پائے کے محدث تھے اس کی نظیر موجودہ دور میں شاذ و نادر ہی ملتی ہے ان کی عظمت و عبقریت اور علمی جلال و جمال کا اندازہ صرف اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جامعہ مظاہر علوم سہارن پور میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے بعد انہوں نے ہی اس کی مسند شیخ الحدیثی کو رونق بخشی، وہ بھی حضرت شیخ الحدیثؒ کے حکم و ارشاد پر

کردینے کے لئے کافی ہے، علم حدیث پر ان کی دستگاہ اور ذخیرۂ احادیث پر ان کی عمیق نظر کا ہی کمال تھا کہ احادیث پر حکم لگانے میں انہیں کوئی تامل نہ ہوتا، اہل علم کو ان کی تحقیقات پر کامل اعتماد تھا، وہ جو کہہ دیتے، پتھر کی لکیر ہوتی، اس کے ساتھ ہی وہ ایسے حنفی تھے کہ متعدد مقامات پر شوافع کی مضبوطی کا برملا اعتراف کر دیتے۔

وہ "علمائے عزاب" میں سے تھے، یعنی وہ علما، جنہوں نے شادی نہیں کی، لوگوں میں اس کی کئی وجہیں بیان کی گئیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ نکاح کرنے کی پوزیشن خود میں نہیں پاتے تھے، اس لئے الگ ہی رہے، اپنی اولاد نہ ہونے کا انہیں بڑا قلق رہتا تھا۔

حضرتؒ کی وفات پر تعزیت کے لئے مظاہر علوم حاضری:

کسی بھی مسلمان کی وفات کے بعد متعلقین کی تعزیت کرنا پیغمبر علیہ السلام کی سنت ہے، اسی سنت کی ادائیگی کے لئے جامعہ امام محمد انور شاہؒ، دیوبند نے اپنے چند اساتذہ پر مشتمل ایک وفد جامعہ مظاہر علوم روانہ کیا، جس میں اساتذۂ حدیث محترم مولانا عبدالرشید بستوی، مولانا صغیر احمد پرتاپ گڑھی، مفتی نوید احمد دیوبندی زید مجدہم اور احقر فضیل احمد ناصری شامل تھے، وفد نو بجے روانہ ہوا اور ٹھیک ایک گھنٹے کے بعد جامعہ مظاہر علوم پہنچ گیا۔

اداس، اداس فضائیں:

مظاہر علوم پہلے بھی جا چکا تھا، طالب علمی کے دور میں تو بارہا، تدریسی دور میں بھی متعدد مرتبہ جب آیا، ایک مسرت، ایک سکون اور ایک کیف محسوس کیا، یہاں کا نظام بہت زوردار ہے، ہر شعبہ منظم اور ہر دفتر متحرک، میرے کئی احباب یہاں مدرس ہیں، پھر دیوبند اور سہارن پور کا جو روحانی رشتہ ہے، اس نے کبھی بھی اجنبیت محسوس ہونے نہیں دی، ہر بار ایک "بہار آفریں احساس" لے کر واپس لوٹا، لیکن آج

حالت دگرگوں تھی، اداس اداس ہوائیں، رنجیدہ فضائیں، سڑکیں روتی ہوئیں، گلیاں نوحہ کرتی ہوئیں، درودیوار ماتم کناں، درس گاہیں سنسان دارالاقامے ویران، دارالحدیث سینہ کوبی اور گریباں چاکی میں مبتلا، حالاں کہ بھیڑ بھاڑ تھی، تعزیت کرنے والوں کا ہجوم تھا، مہمان لگاتار آرہے تھے، ہر طرف گفتگو تھی، اظہار خیال تھا، مگر اس کے باوجود لگتا یہی تھا کہ ایک خوف ناک سناٹا ہے، روش روش نالش، کوچہ کوچہ نالہ۔

ناظم صاحب سے ملاقات:

وفد کا منصوبہ یہ تھا کہ تعزیتی ملاقات حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب سہارن پوری کے علاوہ حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارن پوری سے بھی کی جائے، مگر جوں ہی قدیم عمارت کے احاطے میں داخل ہوئے تو پتہ چلا کہ امین عام حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب یہاں تشریف نہیں رکھتے، ابھی راستے میں ہیں، گجرات کے سفر سے واپسی کر رہے ہیں، چناں چہ ہم نے دارالاہتمام کا رخ کیا، یہاں ناظم جامعہ حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب تشریف فرما تھے، دیکھا کہ آب دیدہ ہیں، پلکیں بھیگی ہوئیں، رنج وغم چہرے بشرے سے عیاں۔ وفد نے انہیں سے تعزیتی کلمات کہے اور رئیس الجامعہ حضرت مولانا سید احمد خضر شاہ کشمیری دامت برکاتہم کا تعزیتی مکتوب پیش کیا، یہ مکتوب شیخ مرحوم کے لئے زبردست خراج تحسین پر مشتمل تھا۔

مولانا سید محمد شاہد سہارن پوری اور مولانا سید محمد سلمان صاحب کا اشارتی تعارف ناآشنا قارئین کے لئے عرض ہے کہ حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری دام ظلہ مولانا حکیم سید محمد الیاس صاحب (جو برسوں ہی اللہ کو پیارے ہوگئے) کے صاحب زادے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنیؒ کے نواسے ہیں، جامعہ مظاہر علوم جدید کے امین عام (جنرل سیکریٹری) اور کرتا دھرتا، حضرت شیخ الحدیثؒ کی کئی کتابوں پر انہوں نے کام کیا ہے۔

حضرت مولانا سید محمد سلمان سہارن پوری دام ظلہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے داماد اور مظاہر علوم کے ناظم ہیں، دورۂ حدیث کی بعض اہم کتابیں بھی ان سے متعلق، مجھے ان کی دست بوسی کا بار ہا موقع ملا ہے، حافظہ بلا کا، جسے ایک بار ذہن میں بٹھالیں تو بیس برس بعد بھی تازہ، حاضر دماغی اور برق طبعی بے مثال، وقت پر اپنے فرائض انجام دینے میں مثالی، شیخ یونس صاحبؒ کے انتقال کے اگلے دن بھی سارے دفاتر کھلے ہوئے، اساتذہ اور ملازمین سارے کے سارے مستعد، خود وہ بھی کاموں کے نمٹارے میں مصروف و مگن، تعزیت والوں سے ملاقاتیں بھی ہیں اور دفتری امور کی انجام دہی بھی، لمبے تڑنگے، بڑا سا سر، بیضوی چہرہ، بھاری بھرکم جسم، سادگی اور بے تکلفی، کہنے لگے کہ شیخ یونسؒ مجھ سے پانچ سال بڑے تھے، عمر مجھ سے نکلنے کو مائل، صحت قابل رشک، گھٹنوں سے معذور ہیں، خود ہی کہنے لگے کہ کہیں کوئی نقاہت نہیں، بس چلنا پھرنا دشوار ہے، جہاں بیٹھ گئے، بیٹھ گئے۔

شیخ صاحب بیمار تھے، مگر اتنے بھی نہیں ناظم صاحب نے ہمیں بتایا کہ شیخ یونس صاحب مرحوم بیمار تو ضرور تھے، مگر بیماری قطعی ایسی نہیں تھی کہ کھٹکا سا لگ جائے، اس سے زیادہ سنگین حالت تو مدینہ منورہ میں تھی، جب وہ وینٹی لیٹر پر تھے، چناں چہ موت کی افواہ

جامعہ مظاہر علوم سہارن پور کے نئے "شیخ الحدیث" کا انتخاب

جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں ڈیڑھ صدی کے عرصہ میں تین محدث بنے ہیں، یہ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کی سب سے عالی خصوصیت ہے جو دیگر مدارس کو حاصل نہیں جن میں سے پہلے محدث شیخ المشائخ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری مہاجر مدنیؒ ہیں۔ جن کو عوام الناس "حضرت سہارنپوریؒ" کے نام سے جانتے ہیں۔ انہوں نے جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں ۴۸ یا ۵۰ سال بخاری شریف کا درس دیا! ان کے بعد ان کے شاگرد وخلیفہ قطب العالم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنیؒ (جن کو حضرت شیخ الحدیث کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) نے درس بخاری تقریباً ۴۷ یا ۴۸ سال تک دیا ہے۔ ان کے بعد ان کے شاگرد وخلیفہ حضرت مولانا محمد یونس جونپوریؒ نے مکمل ۵۰ سال تک درس بخاری دیا ہے۔ اب حضرت مولانا محمد یونس جونپوریؒ کی وفات کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنیؒ کے تلمیذ رشید، خلیفہ مجاز اور آپ کے داماد حضرت مولانا سید محمد عاقل صاحب سہارنپوری اطال اللہ عمرہ کو اہل مدرسہ نے شیخ الحدیث منتخب کیا ہے۔

مولانا سید محمد عاقل صاحب سہارنپوری مدظلہ کو جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں بخاری شریف کے علاوہ صحاح ستہ مکمل پڑھانے کا شرف حاصل ہے اور اب ان شاء اللہ بخاری شریف پڑھانے کا شرف بھی حاصل ہونے جا رہا ہے۔ مولانا مدظلہ نے جامعہ مظاہر علوم میں پچھلے سال جو ابوداؤد شریف مکمل کرائی ہے وہ پچاسویں مرتبہ تھی۔ جب کہ اس سے قبل شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے بھی ابوداؤد تقریباً اتنی بار پڑھائی ہے۔ بخاری شریف کے ساتھ ساتھ ترمذی شریف کا درس بھی مولانا محمد عاقل صاحب ہی کے پاس رہے گا۔

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ محدث دارالعلوم دیوبند سے معلوم کیا گیا: "سئل عن مفتي سعيد من امير المؤمنين في حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذا الزمن فاجاب على الفور امير المؤمنين في هذا الزمن رواية حضرت مولانا محمد يونس الجونفوري رحمه الله، ودراية حضرت مولانا سيد محمد عاقل صاحب السهارنفوري اطال الله عمره۔"

روایۃ کا مطلب یہ کہ کون سی روایت کس مقام پر ہے؟ درایۃ کا مطلب ہے کہ حدیث کا صحیح مطلب کیا ہے

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا سید محمد عاقل صاحب سہارنپوری دامت برکاتہم کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور مزید ہمت وقوت عطا فرمائے آمین!

بھی اُڑادی گئی تھی، یہاں تو ایسا کچھ بھی نہیں تھا، ہاں اتنا ضرور تھا کہ دانے پانی سے بے رغبتی کے سبب نقاہت غالب تھی، اسی نقاہت کے باعث ایک دو دنوں سے کچھ غنودگی کی کیفیت رہتی، حالت ایسی نہیں تھی کہ آدمی گھبرا جائے، لیکن اچانک حالت بگڑی، اور بگڑی تو ایسی کہ ہسپتال تک جاتے جاتے راہ میں ہی دم توڑ دیا، ان کی رخصتی بے شان وگمان رہی۔

مظاہر علوم کے بعض اساتذہ سے ملاقات:

صبح کے گیارہ بج چکے تھے، میر کارواں محترم مولانا عبدالرشید بستوی صاحب کا مشورہ ہوا کہ اب مولانا خالد سعید مبارک پوری صاحب سے ملاقات کر کے دیوبند روانگی کی جائے، مولانا خالد سعید صاحب مجھ سے ایک سال سابق ہیں، پتلے دبلے اور "طالب علم نما"، دیکھ کر کوئی بھی انہیں "مدرس" نہیں کہہ سکتا، حد درجہ متواضع اور خلیق و مہمان نواز، ۱۹۹۷ء میں دارالعلوم سے فراغت پائی، مظاہر سے انہوں نے تخصص فی الحدیث بھی کیا، اب وہ مظاہر میں کامیاب مدرس ہیں، تخصص فی الحدیث کے بطور خاص ذمہ دار ہیں، وہیں مولانا قمرالہدیٰ خلیل آبادی سے بھی علیک سلیک ہوا، یہ بھی دارالعلوم کے فاضل اور مجھ سے ایک سال پہلے ہی دارالعلوم سے فراغت یافتہ، عربی شستہ اور رواں لکھتے ہیں، عربی ماہنامہ "المظاہر" کے نائب مدیر اور عملاً سبھی کچھ، اردو ماہنامہ "مظاہر علوم" کے مدیر مولانا عبداللہ خالد صاحب خیرآبادی بھی ٹکرا گئے، دو چار باتیں ان سے بھی ہوئیں۔

شیخ یونس صاحبؒ کی تحریری خدمات:

میرا مزاج استفسارانہ ہے، میں کہیں بھی جاؤں، معلومات کی تحصیل کے لئے سوالات زیادہ کرتا ہوں اور بولنے کی کوشش کم سے کم، حضرت مرحوم کی تصنیفات سے متعلق کچھ معلومات پہلے سے میرے پاس تھی، میں چاہ رہا تھا کہ ان میں اضافہ ہو جائے، لیکن بس برائے نام ہی اضافہ ہوا، شیخ تصنیف وتالیف کے آدمی ہی نہیں تھے، مطالعہ اور صرف مطالعہ، اس سے آگے بڑھے تو تدریس، بس اللہ اللہ خیر سلا، اپنی یادداشت کے لئے حواشی کے عنوان سے قلم ضرور چلا کرتا، ان کی دو تالیفات میرے علم میں تھیں، ایک تو "الیواقیت الغالیۃ فی الاحادیث العالیۃ" اور دوسری "نبراس الساری الی ریاض البخاری ...." الیواقیت کی چار جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں، جنہیں گجرات کے مولانا ایوب سورتی نے مرتب کیا ہے، یہ چاروں جلدیں علم حدیث سے شغف رکھنے والوں کے لئے بیش بہا خزانہ ہیں، انہیں پڑھ کر حضرت کی دقیقہ رسی اور علوم حدیث میں یکتائی پر حیران ہو جانا پڑتا ہے، نبراس کی ایک ہی جلد آئی ہے، یہ عربی میں ہے، بخاری پر وقیع اور جامع تعلیق، حضرت کی عادت تھی کہ وہ بخاری پر اپنے حواشی چڑھایا کرتے، بہت سا حصہ مکمل کر چکے تھے، کچھ رہ گیا تھا، اس کی تکمیل کے لئے ان کی خواہش تھی کہ موت ایک دو سال کے لئے مزید ٹل جائے، مگر کیا کہا جائے: اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

عرب وعجم کے مسلمہ امام الحدیث:

دنیا بڑی بے رحم اور زود فراموش ہے، یہاں ست رووں، کم عیاروں، بے استعدادوں کو خاطر میں نہیں لایا جاتا، دنیا کو منوانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ خوشنودی رب کے ساتھ کتب بینی کو اپنی زندگی بنالی جائے، شیخ نے وہی کیا، طالب علمی سے لے کر مدرّسی اور پھر شیخ الحدیثی تک اس روش پر قائم رہے، روحانیت کی ترقی کے ساتھ علمیت بھی بڑھتی رہی، بڑے بڑے نوابغ اور جبال العلم کی کیمیا اثر نگاہیں ان پر پڑتی رہیں، نتیجہ یہ کہ تدریس کی ابتدا میں ہی ان کی اہمیت مانی جانے لگی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی طرف سے ان کی جانشینی ان کی علمیت اور اعتراف کمال کی برہان قاطع ہے، حضرت شیخ الحدیث کو اپنے اس شاگرد کی علمی نظر پر ایسا اعتماد تھا کہ اپنی کتاب "الابواب والتراجم" میں ان کی رائے بھی درج کی گئی، غور کیجیے! جن کی کتابوں میں ابن حجرؒ جیسے امامِ فن کی آرا شامل ہوں، وہاں شیخ یونس صاحبؒ کی آرا کا درج ہونا کتنی بڑی بات ہو سکتی ہے، سچ کہیے تو شیخ کو حضرت شیخ الحدیث نے ہی پہچانا، بنایا، سنوارا اور امامت حدیث کی راہ چلائی، آج کل ان کا ایک خط گردش میں ہے کہ چالیس سال بعد اسے کھول کر پڑھنا، جتنا وقت میں نے بخاری پڑھائی، اگر تم وہاں تک پہونچ گئے تو مجھ سے آگے ہو گے، قلندر ہر چہ گوید، دیدہ گوید، شیخ الحدیث صاحب کی پیش گوئی درست نکلی، شیخ صاحب نے پچاس سال نہ صرف یہ کہ بخاری پڑھائی، بلکہ علم حدیث کے مسلمہ امام بن گئے، احادیث پر اطلاع، رجال کے احوال سے واقفیت، درجات احادیث پر شاہانہ نگاہ ان کی وجہ امتیاز بنی رہی، روایت حدیث میں اس دور میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا، علوم اسلامیہ کے ماہرین جانتے ہیں کہ علم حدیث کتنا پیچیدہ اور نازک فن ہے، یہ بھول بھلیاں کی ایک لامحدود دنیا ہے، علم حدیث کا مشکل ترین موضوع "فن اسماء الرجال" ہے، راویوں کی اتنی بڑی تعداد یہاں خیمہ زن ہے کہ درست تعداد کوئی بتا بھی نہیں سکتا، ان کے ذاتی احوال، ان کی حدیثی شان، ان کے معیارات پر جچا تلا تبصرہ وہی کر سکتا ہے، جس نے اس دنیا میں خود کو گم کر دیا ہو اور اس کی رگ و پے میں خون کی طرح دوڑا ہو، شیخ صاحب کی کہانی کچھ اس سے جدا نہیں ہے۔

ان کی وفات پر عجم نے جو کہا، وہ کوئی تعجب انگیز نہیں، عرب کا تبصرہ زیادہ مسرت بخش ہے، عرب نے انہیں "شیخ الھند" جیسا عظیم خطاب دیا، یہ ایسا خطاب ہے جو اس سے قبل حضرت مولانا محمود حسن

صاحب دیوبندیؒ ہی کو ملا تھا۔ افسوس کہ وہ ’’کوہِ نور‘‘ بھی ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا۔

حق گوئی اور ایثار:

شیخ صاحب کے مزاج میں اکابر کا رنگ تھا، حق گوئی و بے باکی میں اپنی مثال آپ تھے، بڑے سے بڑے مال دار سے بھی مرعوب تو کیا ہوتے، انہیں ڈانٹ پھٹکار کر شرمندہ ہی کر دیتے، حق گوئی اور ایثار کی ایک مثال پیش کرنا چاہوں گا، شریک وفد محترم مولانا صغیر احمد پرتاپ گڑھی زید مجدہم نے بتایا کہ اختلافِ مظاہر علوم کے دوران شیخ صاحب کے کمرے پر تالہ چڑھا دیا گیا، یہ اس بات کی علامت تھی کہ اس پر ’’جامعہ مظاہر علوم (وقف)‘‘ کا قبضہ ہو چکا ہے، یہ کمرہ گراں بہا کتابوں اور نادر و کم یاب علمی ذخائر سے بھرا پڑا تھا، اس میں کچھ ڈالر بھی تھے، شیخ صاحب پر اس قبضہ کا برا اثر تھا، بڑے مایوس اور ملول تھے، اس مایوسی پر اس وقت مزید دوبالا ہو جاتی، جب کوئی بتانے والا انہیں بتاتا کہ اس کمرے کے ساتھ کافی چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے، کتابیں اٹھا اٹھا کر مظاہر وقف کے کتب خانے میں منتقل ہو رہی ہیں، لیکن تقریباً ڈیڑھ دہائی کے بعد ان کے پاس اس کمرے کی چابی ان کے سپرد کر دی گئی تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا، کمرے کی جانب بڑھے بلکہ لپکے اور تپاک سے اسے کھولا تو چونک کر رہ گئے، دیکھا کہ ساری کتابیں اسی ترتیب پر ہیں، جس پر میں نے رکھا تھا، ڈالر بھی جوں کے توں موجود، پھر طلبہ سے کہا: بچو! گواہ رہنا! مجھے غلط اطلاعات مل رہی تھیں، اسی لئے بدگمان تھا، اب کوئی بدگمانی نہیں ہے، پھر شیخ نے اپنے کمرے کی آدھی کتابیں ’’جامعہ مظاہر علوم (قدیم)‘‘ کو وقف کر دیں۔

جنازے کی عرفاتی بھیڑ:

یہ میری بڑی محرومی ہے کہ میں ان کے جنازے میں حاضر نہ ہو سکا، اس کی قدرے تلافی تعزیت والے دن ان کے مقبرے پر حاضری سے بھی ہو سکتی تھی، مگر برساتی ماحول نے سر دست اس کی بھی اجازت نہیں دی، ہاں دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب گھر بیٹھے بٹھائے بھی ہو سکتا ہے، فی الحال اسی پر اکتفا کرنا پڑا، بعضوں کی ولایت اور خدا سے خصوصی رابطہ بعد از مرگ ظاہر ہوتا ہے، حضرت بھی انہیں میں سے تھے، ان کی علمی عظمت اور حدیثی تفوق کے تو سبھی قائل تھے، عرب و عجم، حل و حرم سب ان کی نکتہ دانی کے معترف بلکہ فدائی تھے، بڑے بڑے مسند نشینوں کو ان کے سامنے دو زانو بیٹھے ہم نے دیکھا ہے، سوشل میڈیا کے دور میں ان کی نادر و نایاب تصویریں اور ویڈیو ہر مداح تک پہنچ چکی ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ذاتی طور پر حضرت کے تعلق سے بڑا تاثر اپنے اندر پاتا تھا، ان کی وفات سے وہ تاثر ان مٹ سا ہو گیا ہے، اس قدر بھیڑ کہ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں، سر ہی سر، درمیان والوں کو نہ ابتدا معلوم، نہ انتہا کی خبر، بعض اخبارات نے دس لاکھ تک کی خبر شائع کی، اگر چہ یہ خالص مبالغہ اور بلا وجہ کا اطراء مادح ہے، صحیح بات یہ ہے کہ سوا یا ڈیڑھ لاکھ کے آس پاس کا مجمع موجود تھا، کسی عالم و محدث کی وفات پر اتنے بڑے مجمع کا جٹ جانا اپنے آپ میں تاریخی لمحہ ہے۔

پچھلی تین دہائیوں میں بڑی شخصیات اٹھیں، جو اپنے وقت کے عظیم محدث، فخر روزگار مصنف، مایۂ ناز انشا پرداز، علومِ اسلامیہ کے گل سرسبد اور لغت حجازی کے قارون تھے، سب کے جنازے پر عوام و خواص کا ایک سیلاب امڈا، مگر حضرت شیخ کے جنازے کی تعداد ان سب پر حاوی رہی، ایسا لگتا ہے کہ فرشتوں کی بڑی تعداد بھی جنازہ پڑھنے اتر آئی ہے۔ اتنی بڑی تعداد کی جنازے میں شرکت قدرت کی طرف سے گویا ان کی عظمت و عنداللہ مقبولیت کا اشتہار تھی۔ جانے والے پر رونا دھونا عام سی بات ہے، لیکن یہی جانے والا بڑا ہو تو خلا محسوس ہونا فطری بات ہے، اور جب جانے والا عبقری ہو تو اس کا خلا صدیوں تک محسوس ہونا بھی لازمی بات ہے، شیخ کی رحلت ایک ایسا ہی سانحہ ہے کہ علمی دنیا ان کی کمی محسوس کرتی رہے گی، شیخ صحرائے علوم اسلامیہ کے ایسے قیس تھے، جن کی روانگی نے سب کو رلا دیا ہے، اب تو ہر طرف ویرانی ہے، گریہ ہے، آہ و نالہ ہے، بقول غالب دہلوی:

ہر اک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسد
مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اداس ہے

آج علمی بزم ایک بار پھر سونی ہو گئی، یہ سناٹا طویل رہے گا اور شاید صدیوں تک اس کا اثر باقی رہے، اللہ انہیں غریقِ رحمت فرمائے اور اپنی شایانِ شان اجر جزیل عطا فرمائے:

جان کر منجملہ خاصانِ مے خانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

برد اللہ مضجعہ

☆☆..................☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:32545573

”محمد رسول اللہ“ کا قادیانی تصور

(۲)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

عقیدہ۲: پہلی اور دوسری بعثت کا الگ الگ دور:

جب مرزا غلام احمد قادیانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو الگ الگ بعثتیں ذکر کیں، ایک کی بعثت بشکل محمد اور دوسری قادیانی بعثت بشکل غلام احمد تو لامحالہ ان دونوں بعثتوں کا دور بھی الگ الگ ہوگا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ ہے کہ چودھویں صدی سے دوسری بعثت کا دور شروع ہوتا ہے اور یہ کہ تیرھویں صدی کے آخر میں پہلی بعثت کی تمام برکات ختم ہوگئی تھیں، حتیٰ کہ قرآن، ایمان اور اسلام بھی کچھ اٹھ چکا تھا، اور یہ سب کچھ امت کو دوسری بعثت کے دم قدم سے دوبارہ نصیب ہوا۔ اس سے از خود یہ نتیجہ نکل آتا ہے کہ تیرھویں صدی پر کی بعثت کا دور ختم ہو چکا اور اب چودھویں صدی سے قادیانی بعثت کا دور شروع ہوتا ہے۔ لہٰذا انسانیت کی نجات و فلاح کے لئے مکی بعثت کالعدم قرار پاتی ہے، اور اسلام کا صرف وہی ایڈیشن معتبر، قابل عمل اور موجب نجات ٹھہرتا ہے، جس پر قادیانی بعثت کی مہر ہو، چنانچہ مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتے ہیں:

”اور پھر ہمیں تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اسلام کیسا اسلام ہے جو انسان کو نجات نہیں دلا سکتا، کیونکہ ہم حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے صریح الفاظ میں لکھا ہوا پاتے ہیں کہ میرے ماننے کے بغیر نجات نہیں، جیسا کہ آپ اربعین نمبر۴ صفحہ ۳۲ (خزائن ص۴۲۱ ج۱۷) پر تحریر فرماتے ہیں کہ: ایسا ہی یہ آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی، اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے، تب آخری زمانہ میں ایک ابراہیم (مرزا غلام احمد) پیدا ہوگا، اور ان سب فرقوں میں سے وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔“

پھر براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۲ (خزائن ۱۰۸/۱۰۹، ج:۲۱) میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”انہی دنوں میں سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جاوے گی اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لئے ایک قرنا بجائے گا اور اس قرنا کی آواز پر ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھنچا آئے گا، بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں جو دوزخ کے بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔“

ایسا ہی اشتہار ”حسین کامی سفیر روم“ میں آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) لکھتے ہیں کہ:

”خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے الگ رہے گا وہ کاٹا جاوے گا۔“

(مجموعہ اشتہارات ص:۳۱۶، ج:۲، طبع لندن)

پھر ایک حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کا الہام ہے جو آپ نے اپنے اشتہار معیار الاخیار مورخہ ۲۵/مئی ۱۹۰۰ء صفحہ ۸ پر درج کیا ہے اور وہ یہ ہے:

”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“ (تذکرہ، ص:۳۳، مجموعہ اشتہارات ص:۲۷۵، ج:۳)

”اختصار کے طور پر اتنے حوالے دیئے جاتے ہیں ورنہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے بیسیوں جگہ اس مضمون کو ادا کیا ہے۔“

(کلمۃ الفصل ص:۱۲۸، ۱۲۹)

خلاصہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دو بعثتوں والے عقیدہ کا ایک اہم ترین نتیجہ یہ ہے کہ تیرھویں صدی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت پر ایمان لانا، آپ کی شریعت کی پیروی کرنا اور آپ کی ہدایات و اشارات پر عمل کرنا موجب نجات نہیں، بلکہ یہ ساری چیزیں کالعدم، لغو اور بے کار ہیں جب تک کہ مرزا قادیانی پر ایمان نہ لایا جائے، کیونکہ تیرھویں صدی کے بعد مکی رسالت و نبوت کا دور نہیں رہا، بلکہ قادیانی رسالت و نبوت کا دور شروع ہو چکا ہے اور اس دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کرنے والوں کی بھی وہی حیثیت ہوگی جو رسالت محمدیہؐ کے دور میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی شریعت پر عمل کرنے والوں کی ہے۔ یعنی مرزا بشیر احمد قادیانی کے الفاظ میں:

”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ

السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۱۰)

یہ تو قادیانی عقیدہ ہوا، اس کے برعکس اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ رسالت محمدیہ کا دور تیرھویں صدی تک محدود نہیں، بلکہ قیامت تک ہے، اس لئے ایمان وکفر کا معیار آج بھی وہی ہے، جو چودھویں صدی سے پہلے تھا اور یہی معیار قیامت تک قائم رہے گا۔ اب اہل عقل کو غور کرنا چاہئے کہ کیا قادیانی عقیدے کے مطابق رسالت محمدیہ (یا مرزا قادیانی کی اصطلاح میں پہلی بعثت) منسوخ اور کالعدم ہو جاتی ہے یا نہیں؟

عقیدہ ۳: جامع کمالات محمدیہ:

جب مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا مظہر ہونے کی بنا پر بعینہٖ "محمد رسول اللہ" بن گئے ہیں تو یہ عقیدہ بھی لازم ٹھہرا کہ وہ تمام اوصاف و کمالات جو پہلی بعثت میں حضرت محمد رسول اللہ کی ذات گرامی میں پائے جاتے تھے وہ اب بروزی رنگ میں پورے کے پورے جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے نام رجسٹرڈ ہو چکے ہیں، جو منصب و مقام کہ تیرھویں صدی تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھا وہ اب مرزا غلام احمد قادیانی کو تفویض کیا جا چکا ہے، اور جس مسند رسالت پر پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھے اب اس پر جناب مرزا غلام احمد قادیانی رونق افروز ہیں۔ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت اس عقیدے کا بھی برملا اظہار کرتی ہے، ان کے بے شمار حوالوں میں سے چند حوالے درج ذیل ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

"جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی، مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ، خزائن ص:۲۱۲، ج:۱۸)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں، میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا، پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی، محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔" (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن ص:۲۱۶، ج:۱۸)

مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کا ترجمان "الفضل" لکھتا ہے:

"پس جب کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا وجود خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہے یعنی خدا کے دفتر میں حضرت مسیح موعود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں کوئی دوئی اور مغایرت نہیں رکھتے، بلکہ ایک ہی شان، ایک ہی مرتبہ، ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں، گویا لفظوں میں باوجود دو ہونے کے ایک ہی ہیں......" (اخبار الفضل قادیان، جلد نمبر۳، شمارہ نمبر ۳۷، مورخہ ۱۶ر ستمبر ۱۹۱۵ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۷۳)

"گزشتہ مضمون مندرجہ الفضل مورخہ ۱۶ر ستمبر میں، میں نے محض بفضل الٰہی اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ حضرت مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) باعتبار نام، کام، آمد، مقام، مرتبہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہیں یا یوں کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ (دنیا کے) پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے تھے، ایسا ہی اس وقت جمیع کمالات کے ساتھ مسیح موعود کی بروزی صورت میں مبعوث ہوئے ہیں۔" (الفضل مورخہ ۲۸/ اکتوبر ۱۹۱۵ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۷۷)

ان حوالوں سے قادیانی عقیدہ کا منشاء بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ ان کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کے بعینہٖ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات حاصل ہیں اور چودھویں صدی سے "محمد رسول اللہ" کی مسند رسالت پر مرزا غلام احمد قادیانی متمکن ہیں۔ کیا کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لئے بھی اس عقیدہ کو تسلیم کر سکتا ہے؟

خصوصیات نبوی اور مرزا غلام احمد قادیانی:

اوپر یہ تو صرف اجمالی عقیدہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی عین محمد ہیں، اس لئے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور کام، مقام و منصب، شرف و مرتبہ اور آپ کی نبوت و کمالات نبوت سبھی کچھ حاصل ہے جو کچھ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اب "بعثت ثانیہ" کے طفیل وہ سب کچھ مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس ہے۔ آیئے! اب یہ دیکھیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت نے بعثت ثانیہ کے پردے میں مرزا قادیانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات وخصوصیات کس فیاضی سے عطا کئے ہیں۔

عقیدہ (۱) قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ آیت "محمد

رسول اللہ والذین معہ کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔مگر قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ یہ آیت مرزا قادیانی اوران کی جماعت کی تعریف وتوصیف میں نازل ہوئی۔(تذکرہ طبع دوم،ص:۹۷)

عقیدہ(۲) قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوتمام انسانیت کا رسول بنا کر بھیجا ہے مگر قادیانی عقیدہ ہے کہ چودھویں صدی سے تمام انسانیت کا رسول مرزا غلام احمد ہے۔(تذکرہ،ص:۳۶۰)

مرزا بشیراحمد قادیانی ایم اے لکھتے ہیں:

"ان سب لوگوں کا (یعنی انبیا سابقین کا) کام خصوصیات زمانی اور مکانی کی وجہ سے ایک تنگ دائرہ میں محدود تھا' لیکن مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) چونکہ تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے ہرگز نبوت کا خلعت نہیں پہنایا جب تک اس نے نبی کریم کی اتباع میں چل کر آپ کے تمام کمالات کو حاصل نہ کرلیا۔" (کلمۃ الفصل،ص:۱۱۴)

خود مرزا غلام احمد قادیانی' حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی فوقیت وبرتری بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

"مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں توپھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں' کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے' جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔" (حقیقۃ الوحی، ص:۱۵۳، خزائن،ص:۱۵۷،ج:۲۲)

عقیدہ (۳) قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ ساری دنیا کے لئے "بشیر ونذیر" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے لیکن قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ اب دنیا کا بشیر ونذیر مرزا غلام احمد ہے۔ (تذکرہ،ص:۱۵۴)

عقیدہ (۴) قرآنی عقیدہ ہے کہ رحمۃ للعالمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' مگر قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ اب رحمۃ للعالمین مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ (تذکرہ،ص:۸۳'ص:۲۶۹'ص:۹۳۳' طبع دوم، ص:۸،ص:۳۸۵ طبع سوم)

مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کا ترجمان الفضل لکھتا ہے:

"یہ مسلمان کیا منہ لے کر دوسرے مذاہب کے بالمقابل اپنا دین پیش کرسکتے ہیں' تاوقتیکہ وہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی صداقت پر ایمان نہ لائیں' جو فی الحقیقت وہی ختم المرسلین تھا کہ خدائی وعدہ کے مطابق دوبارہ آخرین میں مبعوث ہوا' وہ وہی فخر اولین وآخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا۔" (الفضل مورخہ ۲۶/ستمبر۱۹۱۵ء، بحوالہ قادیانی مذہب،ص:۲۶۴)

عقیدہ (۵) قرآنی عقیدہ یہ ہے کہ نجات صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ممکن ہے' اور قادیانی عقیدے کے مطابق اب صرف مرزا قادیانی کی تعلیم کی پیروی ہی موجب نجات ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی' اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے' اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے' فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا...... اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا' جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔" (حاشیہ اربعین نمبر۴، ص:۶، خزائن،ص:۴۳۵،ج:۱۷)

عقیدہ(۶) قرآنی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں' اور قادیانی عقیدے کے مطابق اب یہ منصب' بروزی طور پر غلام احمد قادیانی کا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

۱:...... "میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیا ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ، خزائن،ص:۲۱۲،ج:۱۸)

۲:...... "پس چونکہ میں اس کا رسول' یعنی فرستادہ ہوں' مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے' بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیا کا نام پاکر اور اسی میں ہوکر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔" (نزول المسیح، ص:۲، خزائن،ص:۳۸۰،۳۸۱،ج:۱۸)

۳:...... "ہلاک ہوگئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول (مرزا غلام احمد قادیانی) کو قبول نہ کیا' مبارک ہے وہ جس نے مجھے پہچانا' میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں' بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے' کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔" (کشتی نوح،ص:۵۶، خزائن،ص:۶۱،ج:۱۹)

(جاری ہے)

قاری عبدالقیوم کی رحلت:

قاری عبدالقیوم بستی آرائیں جتوئی ضلع مظفر گڑھ آرائیں فیملی سے تعلق رکھنے والے تھے۔ دورۂ حدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان سے کیا۔ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ بانی جامعہ قاسم العلوم، مولانا مفتی محمد عبداللہ ملتانی، علامۃ العصر حضرت علامہ مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ جیسی جبال العلم شخصیات سے قرآن وحدیث کے علوم ومعارف حاصل کیے۔

تجوید اور قراۃ کے لئے لاہور تشریف لے آئے اور استاذ القراء حضرت قاری عبدالعزیز شوقی، مولانا قاری عبدالوہاب مکیؒ سے لاہور میں تجوید و قرأت پڑھی اور لاہور کے ہوکر رہ گئے۔ گلشن راوی کے محلہ توحید پارک کی جامع مسجد صدیقیہ سے ملحق جامعہ صدیقیہ کے نام سے تجوید وقراۃ کی تعلیم دیتے رہے۔

اہل حق کی تمام جماعتوں بالخصوص عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے قابل احترام بانیاں حضرت امیر شریعتؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، بالخصوص مولانا محمد علی جالندھریؒ سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے گھنٹوں مولانا جالندھریؒ کی ایثار وقربانی کی داستان بیان کرتے رہتے۔

شاہ جیؒ کے فرزندان گرامی مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ، مولانا سید عطاء المومن، مولانا عطاء المہیمن شاہ بخاری مدظلہما سے دوستانہ مراسم تھے۔ شاہ صاحبان کی لاہور تشریف آوری ہوتی یا موصوف ملتان جاتے تو ان سے ملے بغیر نہ رہتے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے سابق امیر الحاج بلند اختر نظامیؒ سے بھی دوستانہ مراسم تھے۔ حاجی بلند اختر نظامیؒ مرنجان مرنج انسان تھے۔ شاہ عالمی کی

وفیات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مسجد شب بھر کے بالمقابل "ویسٹ پاکستان آئل ٹریڈرز" کے نام سے دکان تھی، آتے جاتے ان سے ملاقات اور گپ شپ ہوتی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تبلیغی پروگراموں میں برضا ورغبت شرکت فرماتے۔ دعوت نامہ جاتا یا نہ جاتا ان کی شرکت ہوتی ہی ہوتی۔ گزشتہ سال (۱۴۳۷ھ) ۱۹ رمضان المبارک کو اپنے قائم کردہ ادارہ جامعہ صدیقیہ میں تشریف لے آئے کاٹن کا کلف لگا ہوا سوٹ زیب تن تھا۔ افطاری کی اور اپنے ایک شاگرد کے ختم قرآن کی تقریب میں تشریف لے گئے۔ تکمیل قرآن کی تقریب جاری تھی۔ تراویح اور وتر پڑھے جاچکے تھے تلاوت ونعت کا سلسلہ شروع ہوا ہی تھا کہ دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ یوں قرآن پاک پڑھتے اور سنتے جان جان آفریں کے سپرد کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگلے دن آنجناب کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں سینکڑوں حفاظ وقراء اور علماء نے شرکت کی۔ اللہ پاک آپ کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔ اپنے پیچھے نو بیٹے اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑے۔ بڑے فرزند ارجمند میاں قاری محمد اسلم آپ کے جانشین مقرر ہوئے اور جامعہ صدیقیہ کے مہتمم بھی۔ آپ کے داماد قاری مجیب الرحمٰن جامع مسجد صدیقیہ کے خطیب۔

سید انیس جیلانی کی وفات:

سید انیس جیلانی سادات گیلانی سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمارے حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سے گہرا تعلق رہا۔ حضرت قاضی صاحب کی وفات پر ایک شاندار مضمون تحریر کیا۔ "ذکر اس پری وش کا" اور اسے "آدمی غنیمت ہے" نامی کتاب میں شائع کیا۔ راقم الحروف نے آپ کے شکریہ کے ساتھ یہ مضمون حضرت قاضی صاحب کی سوانح "مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سوانح وافکار" میں شائع کیا۔ آزاد منش انسان تھے۔ اپنے آبائی علاقہ محمد آباد خنجر پور رحیم یار خان میں اپنے والد سید مبارک شاہ کے نام سے قائم "مبارک لائبریری" میں کتابوں کے مطالعہ میں شب وروز مصروف رہتے کھلی ڈلی طبیعت کے مالک تھے۔

راقم انہیں گزشتہ سال (۲۰۱۶ء میں) سندھ کے دورہ پر جاتے ہوئے ملا، تعارف پر بہت خوش ہوئے کافی دیر تک خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کا ذکر خیر کرتے رہے۔

یہ بھی بتلایا کہ ایک مرتبہ قادیانیوں نے انہیں اپنے دام تزویر میں لینے کی کوشش کی تو فرمانے لگے میں نے کہا کہ میں مرزا قادیانی سے ہر لحاظ سے فائق ہوں، میرے مریدین ہیں، میں خود ان کا پیر ہوں۔

عید رات بیمار ہوئے، بیماری کی وجہ سے بے ہوش ہوگئے جب ہوش آیا تو بیٹوں سے پوچھا کیا میں بے ہوش ہوگیا تھا؟ بیٹوں نے کہا: جی ہاں! بیٹوں نے کہا: ابا جی مصیبت اور تکلیف کے وقت درود پاک پڑھنا چاہئے۔ کہنے لگے: درود پاک تو پڑھ رہا ہوں۔ بیٹوں نے کہا: ایسے موقع پر کلمہ طیبہ کا ورد بھی مبارک عمل ہے، کہنے لگے کلمہ طیبہ بھی پڑھ رہا ہوں۔ اللہ پاک نے انہیں چار بیٹے دیئے، عجیب وغریب نام رکھے: سید ابوالکلام جیلانی، سید ابوالفضل جیلانی، سید ابوالبشر جیلانی، سید ابوالحسن جیلانی۔ خاکہ نویسی میں ید طولیٰ رکھتے تھے، کئی ایک ادبی کتابوں کے مصنف تھے اور ایسے ہی خطوط نویسی میں درک حاصل تھا۔ راقم جب ملا تو شاہ جیؒ کا ذکر خیر بھی کرتے رہے اور فرمایا کہ شاہ جیؒ پر کوئی کتاب دستیاب ہے۔ راقم

نے عرض کیا کہ میں نے شاہ جیؒ کے خطبات ''خطبات امیر شریعت'' کے نام سے مرتب کئے ہیں تقاضا کیا جب کتاب موصول ہوئی تو شکریہ کا خط لکھا:

''محترم مولانا.........

پڑھے لکھے لوگوں سے ڈر لگتا ہے۔

ان کے سامنے بولا جائے بھی تو کیا، آپ کی ذرہ نوازیوں کے کیا کہنے ''معاصرین مبارک'' پیش کر رہا ہوں، اس میں کتابت کی بہت سی غلطیاں ہیں کیا کیا جائے۔

انیس جیلانی

۸رمئی ۲۰۱۶ء''

خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے بہت قریب رہے۔ قاضی صاحبؒ نے انہیں کئی خط لکھے۔ چنانچہ ایک خط کا اقتباس ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کوئٹہ پسنجر چلتی گاڑی پر سوار ہونے لگا۔ دستہ چھوٹ گیا نیچے گرا زخمی ہوا، دل وجگر کے زخم ہی کیا کم تھے۔ جسم بھی مجروح ہوا طرفہ یہ کہ پھبتیوں کی یلغار ہوئی۔

موصوف ایک آٹو گراف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ کیا رب الناس کی ربوبیت، کافۃ للناس کی نبوت، ہدیً للناس کی ہدایت، بیت اللہ کی مرکزیت کے ساتھ کنتم خیر امۃ کے اعزاز کے بعد بھی کسی آٹو گراف کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ اگر مقصد طلب ہدایت ہے تو اس کی تکمیل ہو چکی۔ اتمام نعمت کے بعد کسی فکر خام سے طلب راہنمائی کفران نعمت ہے۔

قاضی احسان احمد شجاع آبادی''

(سوانح وافکار،ص:۷۰)

عیدرات انتقال ہوا، عید کے دن ۱۱ بجے قبل از دوپہران کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ کی امامت آپ کے ایک عزیز سید سجاد شاہ جیلانی نے کی اور انہیں ان کے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔ اللہ پاک ان کی قبر کو بقعۂ نور بنائے۔ آمین۔☆☆☆

مچن خیل اڈا چوک کا نام تبدیل کر کے ختم نبوت چوک رکھ دیا گیا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب مدظلہ العالیہ نے بلدیاتی انتخابات سے قبل اپیل شائع کی تھی کہ ہر شہر میں ختم نبوت کے نام سے ایک چوک ہونا چاہئے اور جو امیدوار ختم نبوت چوک کے لئے آپ سے تعاون کریں ان کو سپورٹ کرو۔ بہت سے شہروں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھیوں نے اہم چوکوں کے نام تبدیل کر کے ختم نبوت چوک رکھ دیئے۔ تحصیل نورنگ میں لکی روڈ کے سامنے جی ٹی روڈ پر ایک اہم چوک کو ختم نبوت چوک کا نام دے دیا گیا اور تحصیل کونسل نے متفقہ قرارداد منظور کر کے سرکاری حیثیت بھی دے دی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے لکی سٹی میں ختم نبوت کانفرنس کے بعد ضلعی مجلس عاملہ کے اراکین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم رہیں یا نہ رہیں ختم نبوت کا نام ہمیشہ کے لئے رہے گا اس لئے لکی سٹی میں ایک چوک کا نام ختم نبوت چوک ہونا چاہئے۔ ضلعی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نے ضلعی ناظم مفتی ضیاء اللہ ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی، ناظم تبلیغ مولانا محمد طیب طوفانی، ناظم اطلاعات صاحبزادہ امین اللہ جان، معاون ناظم تبلیغ مولانا عمر خان اور لکی سٹی کے ناظم حافظ قدرت اللہ کے ذمہ داری سونپی۔ ان حضرات نے ایک درخواست جمعیت علماء اسلام کے رہنما و تحصیل لکی ناظم الحاج ہدایت اللہ، نائب ناظم ڈاکٹر سرفراز، سمیت اراکین کونسل کے نام لکھ کر مچن خیل اڈا لکی سٹی کا نام تبدیل کر کے ختم نبوت چوک کا مطالبہ کیا۔ تحصیل کونسل میں جے یو آئی کے رہنما، تحصیل کونسلر حافظ آصف سلیم ایڈووکیٹ نے منظوری کے لئے قرارداد پیش کی جو الحمدللہ تمام کونسل نے متفقہ طور پر قرارداد کو منظور کرتے ہوئے مچن خیل اڈہ کے مشہور ومعروف چوک کا نام تبدیل کرتے ہوئے ختم نبوت چوک رکھ دیا دفتری کاروائی مکمل ہونے کے بعد نوٹیفکیشن حاصل کرنے کے لئے ضلعی ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی اور تحصیل لکی کے جنرل سیکرٹری حافظ قدرت اللہ نے جمعیت علماء اسلام کے رہنماء و تحصیل لکی کی ناظم اعلیٰ جناب الحاج ہدایت اللہ صاحب کے ساتھ ان کے دفتر میں ملاقات کی۔ تحصیل ناظم نے وفد کا پرتپاک استقبال کیا اور اپنے دست مبارک سے ختم نبوت چوک کا نوٹیفکیشن جاری کرتے ہوئے وفد کے حوالے کیا اور کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اور زندگی کی آخری سانس تک عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کریں گے وفد نے تمام اراکین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ضلع لکی مروت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں سرکاری طور پر دو چوکوں کا نام حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ختم نبوت چوک رکھے گئے ہیں ختم نبوت چوک کا نام رکھنے سے ان شاء اللہ! ہمیشہ کے لئے آخری نبی ہونے کا سبق ہمیں یاد دلاتا رہے گا اور نئی نسل کو اس مبارک عقیدے کی تحفظ کے لئے ہمارے اکابرین نے جو قربانیاں کی ہیں اس کی یاد دلاتی رہی گی اور ان شاء اللہ! پورے علاقے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی رہے گی اور جب آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقین اس چوک کو دیکھیں گے تو ان کو دلی خوشی وسکون میسر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ختم نبوت چوک کی منظوری میں جتنے ساتھیوں نے تعاون ومدد کی ہے ان سب کی قربانیوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں جام کوثر عطا فرمائے۔ آمین۔

معتمد اور غیر معتمد تفاسیر

آج کل جدیدیت کا دور ہے، عصری اداروں کا پروردہ ہر چیز میں جدت کا متقاضی ہے، اس چیز کو دیکھتے ہوئے کئی ایک ملحدین اور متجددین نے تفسیر بالرائے کو اپنا وطیرہ بنایا اور وہ تفسیریں عصری علوم کے حاملین وطالبین کے نظر میں پسندیدگی کی سند لینے لگی، جس سے سادہ لوح مسلمان بھی ان کے دام تزویر میں آنے لگے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا فضل محمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی) نے ان تمام ملحدین اور متجددین کی تفسیروں کو سامنے رکھ کر قرآن وسنت کی نصوص، صحابہ کرامؓ کے اقوال اور ائمہ مجتہدین کی تصریحات کی روشنی میں ان کے ابطال اور ان کی تفسیر بالرائے کے نقصانات کو واضح فرمایا۔ چونکہ یہ مضمون اپنے موضوع کی بنا پر طویل ہوگیا تو انہوں نے اس کا نام "معتمد اور غیر معتمد تفاسیر" رکھ کر اسے کتابی شکل میں شائع کر دیا۔ افادہ عام کی غرض سے اس مضمون کو قسط وار ہفت روزہ "ختم نبوت" میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

(۱۸)

اب مفسرین کی ان تصریحات کو پڑھ لیجئے جن میں انہوں نے "فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا" کی تفسیر فرمائی ہے، چنانچہ تفسیر مظہری ج ۹ ص: ۳۴۰ پر قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں: "أي زاغت ومالت" یعنی تمہارے دل ٹیڑھے ہوگئے اور ایک طرف کو مائل ہوگئے اسی طرح تفسیر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کی ہے اور عام مفسرین نے یہی معنی لیا ہے، تفسیر عثمانی میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے ان کلمات کی تفسیر یوں فرمائی ہے:

یہ عائشہ وحفصہ کو خطاب ہے کہ اگر تم توبہ کرتی ہو تو بے شک توبہ کا موقع ہے، کیونکہ تمہارے دل جادۂ اعتدال سے ہٹ کر ایک طرف کو جھک گئے ہیں، لہذا آئندہ ایسی بے اعتدالیوں سے پرہیز رکھا جائے۔ (تفسیر عثمانی، ص: ۷۴۳)

علماء حق اور عام مفسرین نے یہی تفسیر کی ہے اور قرآن عظیم کی آیات کا مطلب بھی سمجھ میں آجاتا ہے اس کو چھوڑ کر فراہی صاحب نے جو مبہم مجمل تفسیر کی ہے اس سے بالکل پتہ نہیں چلتا کہ یہ قرآن کی ان آیات کی تفسیر ہے حالانکہ انہوں نے عام مفسرین کو قرآن میں اس جگہ تحریف معنوی کا طعنہ بھی دیا ہے اور تحریف لفظی کا الزام بھی لگایا ہے مفسرین صغت قلوبکما کی تفسیر ای زاغت ومالت سے کرتے ہیں اس کو فراہی صاحب تحریف کہتے ہیں۔

فراہی صاحب کی چوتھی غلطی

جناب حمید الدین فراہی صاحب نے سورۃ تحریم کی تفسیر میں ﴿إِنْ تَتُوْبَا فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ میں شرط کے لیے جو مقدر جزا مانا ہے وہ "فلاجرم" ہے یہیں سے فراہی صاحب کی غلطی شروع ہوجاتی ہے آئندہ اس کی عبارت میں ناظرین پڑھ لیں گے دیگر مفسرین نے اس شرط کے لیے مقدر جزا اس طرح مانا ہے کہ اگر تم دونوں توبہ کرتی ہو تو بے شک توبہ کا موقع ہے تفسیر مظہری نے اس طرح مقدر مانا ہے "وجواب الشرط محذوف" ای اتیتما بالواجب۔ یعنی تم پر جو واجب تھا کہ توبہ کرو وہ تم نے کرلیا کیونکہ تمہارے دل راہ اعتدال سے ہٹ گئے تھے تفسیر عثمانی کی عبارت میں نے اس سے پہلے نقل کی ہے جس سے پوری حقیقت واضح ہوگئی ہے اب سارے مفسرین نے اسی طرح قرآن عظیم کی اس آیت کو سمجھایا ہے مگر فراہی صاحب نے ایک الگ راستہ اختیار کیا ہے اور شواہد واشعار سے اپنا مطلب نکال کر چوتھی غلطی کا ارتکاب کیا ہے مفسرین اور محدثین اور صحابہ کرام فرماتے ہیں کچھ نقصان ہوا ہے فراہی صاحب کہتے ہیں کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔ فراہی صاحب کا خیال قرآن کی آیات کے خلاف ہے اور صحابہ کرام واحادیث کی تصریحات کے بھی خلاف ہے پھر احادیث کو جھوٹا قرار دیتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں: ان مثالوں پر غور کرو گے تو معلوم ہوگا کہ اس طرح کے اسالیب قد کے بعد جو جملہ ہوا کرتا ہے وہ اس امر کی آسانی اور سہولت کو بیان کرتا ہے جو "ان" کے بعد کہی جاتی ہے۔ یعنی اسلوب کے محذوف کو اگر کھول دیا جائے تو تقدیر کلام یہ ہوتی ہے کہ اگر ایسا ایسا ہوا تو کچھ حرج نہیں، یا کوئی اشکال نہیں، یا یہ معمولی بات ہے کیوں کہ ایسا ایسا ہوچکا ہے۔ پس اس آیت کی تاویل یہ ہوگی کہ تم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی کے لیے خدا سے توبہ کرو، جس طرح پیغمبر تمہاری دلداری فرماتا ہے تو یہی بات تم سے متوقع ہے کیونکہ تمہارے دل تو اس کی طرف مائل ہی ہیں۔

یہ ایک بالکل واضح اور صاف تاویل ہے جس میں نہ کسی قسم کا اشکال ہے نہ کوئی شائبہ تکلف ہے۔ پھر نہیں معلوم یکسر جھوٹی روایات پر بھروسہ کرکے (جو حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں، حالانکہ ان کا دامن ان سے پاک ہے) لوگوں نے لفظ کے ٹھیک معنی اور کلام کے صحیح مدعا سے اعراض کیوں جائز سمجھا۔ (تفسیر نظام القرآن علامہ فراہی)

سورۃ عبس میں فراہی صاحب کی غلطیاں

جناب حمید الدین فراہی صاحب نے سورۃ عبس کی ابتدائی آیات کی تفسیر وتوضیح میں کئی غلطیاں کی ہیں۔

فراہی صاحب کی پہلی غلطی

فراہی صاحب نے پہلی غلطی یہ کی ہے کہ سورت

عبس کے شان نزول میں جتنی روایات صحابہ کرام یا تابعین مفسرین نے ذکر فرمائی ہیں سب کو ناقابل اعتماد قرار دیا ہے ان روایات کا کچھ حصہ ناظرین کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ پوری بات سمجھ میں آ جائے صاحب تفسیر مظہری سورۃ عبس کی ابتداء میں شان نزول سے متعلق لکھتے ہیں:

ذَکَرَ الْبغوی رحمہ اللّٰہ ان ابْنَ اُمّ مکتوم اَتٰی رسول اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم وَھُوَ یُنَاجِیْ عُتبۃ بن رَبِیْعَۃ و اباجہل بن ھشام و العبّاس بن عبدالمطلب وَاُبَی وَاُمَیَّۃ اِبْنَیْ خلف یَدْعُوْھُمْ اِلَی اللّٰہِ یرجوھُمْ اسلامَھُمْ فقال ابن ام مکتوم یارسُولَ اللّٰہِ اقرائنی القرآن وَعلمنی مِمَّا عَلَّمَکَ اللّٰہُ فجعَلَ ینادِیْہ ویکرر النِّدَاء ولایَدْرِیْ انَّہٗ صَلی اللّٰہ علیہ وسلّم مقبل علی غَیْرِہٖ حتیٰ ظھرت الکَرَاھَۃُ فی وجھہٖ صلی اللّٰہُ علیہ وسلّم لِقَطْعِ کَلَامِہٖ وَقَالَ فِیْ نَفْسِہٖ یَقُوْلُ ھٰؤلاءِ الصَّنَادِیْدُ اِنَّمَا اتباعہ العمیانُ والعبیدُ والسفلۃُ فَعَبَسَ وجھہٗ وَاَعْرَضَ عَنْہُ واقبل عَلَی الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کان یُکَلِّمُھُمْ فانزلَ اللّٰہُ تعالیٰ عَبَسَ مُحَمَّدٌ اَیْ کَلَحَ وَتَوَلّٰی اَعْرَضَ وَجْھَہٗ الخ..... (ج۱۰،ص:۱۹۷)

ترجمہ: امام بغوی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت آئے کہ آپ عتبہ بن ربیعہ اور ابوجہل بن ہشام اور عباس بن عبدالمطلب اور ابی بن خلف اور امیہ بن خلف سے گفتگو فرما رہے تھے اور آنحضرت کو امید تھی کہ یہ لوگ اسلام قبول کرلیں گے اس لیے آپ ان کو دعوت دے رہے تھے اسی دوران عبداللہ بن ام مکتوم نے کہا یارسول اللہ! مجھے قرآن پڑھا دیجئے اور جو کچھ علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے وہ مجھے بھی سکھا دیجئے وہ اونچی آواز سے بار بار آنحضرت کو پکار رہے تھے ان کو معلوم نہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے لوگوں کی طرف متوجہ ہیں آنحضرت کے کلام کے منقطع ہونے کی وجہ سے آپ کے چہرہ انور پر بوجھ ظاہر ہوا اور دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا کہ قریش کے یہ سردار کہیں گے کہ اس نبی کے ماننے والے تو اندھے غلام اور گرے پڑے لوگ ہیں آنحضرت کے چہرہ انور پر بل آگئے اور آپ نے چہرہ دوسری طرف موڑ لیا اور ان سرداران قریش کی طرف متوجہ ہوگئے جن سے آپ گفتگو فرما رہے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے اس طرح قرآن اتارا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ محمد نے تیوری چڑھالی اور منہ موڑ لیا اس وجہ سے کہ ان کے پاس ایک نابینا آ گیا تھا۔

(جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ

مکمل علاج، مکمل خوراک

قیمت 3000روپے
وزن 600 گرام

فیصل

معجون قوتِ اعصاب زعفرانی

33 اجزا کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پُرکیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

اجزاء

زعفران	جائفل	ناگرموتھ	مغز بندق	آرد خرما	جوہر آہن
مصطگی	جلوتری	تج	مغز بنولہ	سنگھاڑا	کشتہ چاندی
مروارید	دارچینی	اکر	الائچی خورد	[illegible]	[illegible]
ورق طلاء	لونگ	مائیں	الائچی کلاں	[illegible]	33 اجزاء
ورق نقرہ	گوند کیکر	[illegible]	ترنجبین	[illegible]	
مغز چلغوزہ	مغز بادام	[illegible]	بہمن سفید	گوند کتیرہ	

معجون تسکین دل

دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے

دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔

قیمت 1200روپے

جگر و معدہ کی اصلاح کرکے نیا خون پیدا کرتا ہے۔

وزن 500 گرام

عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی موثر اور مفید ہے۔

آب سیب	آب انار	آب ادرک	ورق نقرہ	تخم خرفہ
آب بہی	آب لیمن	شہد خالص	بہمن سفید	عود ہندی
زعفران	مروارید	ورق طلاء	کشنیز	بادرنجبویہ
ابریشم	گل سرخ	گل نیلوفر	تخم کاہو	درونج عقربی
صندل سفید	طباشیر	آملہ	جوہر مرجان	مغز تربوز
[illegible]	الائچی خورد	کہربائی	بہمن سرخ	

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

فیصل FOODS ستارہ لیبارٹریز ڈی گراؤنڈ پیپلز کالونی فیصل آباد

ایک عظیم علمی، ادبی، سوانحی اور تاریخی شاہکار دستاویز

چمنستانِ ختمِ نبوّت کے گلہائے رنگارنگ

ایسے ۹۴۴ نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ وسوانح، حالات وحکایات
جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے لئے خدمات سرانجام دیں۔

ترتیب
شاہینِ ختمِ نبوّت
مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

تین جلدوں کا مکمل سیٹ
قیمت صرف 500 روپے

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت
حضوری باغ روڈ، ملتان پاکستان 061-4783486